رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

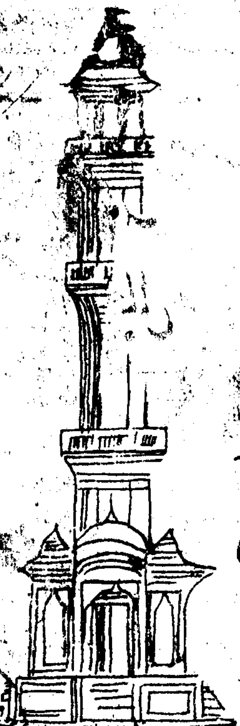
الحکم

چہ گوئم باتو از آئی جہاد قادیان ہنی ۔ درو بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

نمبر ... قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۷ شوال ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰



فہرست مضامین

... اور دارالامان کا ہفتہ ... صلہ
... خان صاحب فیصلہ ... کی
... نقلیت ... ۶
... نامہ ... ۵
... خان صاحب فیصلہ ...
... وطن ... ۶
... السعدین ... ۷
... سرور ... کے مجوزہ اسلامی بینک ... اور ان کو مغالطات ... اسلامیوں کو اطلاع
... ہنود ... ۹
وصیت اور اعانت الحکم اور میر ...
اور ضروری اطلاع ...
مختصر نوٹ اور اخبار وطن کی تنگ نظری ...
ایڈوکیٹ بمبئی میں سے نقل ...
اشتہارات ... ۱۳

تازہ الہامات

۱۸۔نومبر ۱۹۰۶ء۔ قادیان۔(۱) دیکھا کہ ہمارے باغ میں چند آدمی ... رہے ہیں پھر غیب سے آواز آئی۔ مُبَارَک

(۲) پھر ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور اس کے بعد الہام ہوا۔

مَا وَقَفْتُ مَوْقِفًا اَغْيَظَ مِنْ هٰذَا

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ

ترجمہ۔ اس سے زیادہ غضب ناک کسی موقف ... نہیں ہوا ... تیرے رب کی سخت ہے۔

۲۲۔نومبر۔ رَبِّ احْفَظْنِيْ اِنَّ الْقَوْمَ يَتَّخِذُوْنَنِيْ سُخْرَةً

ترجمہ۔ اے میرے رب میری حفاظت کر ... قوم مجھے ہنسی کرتی ہے۔

۲۳۔نومبر ۱۹۰۶ء

(۱) اِنَّ اللّٰهَ مَنَّ عَلَيْكُمْ وَاَعْطٰى لَكَ

مَا اَعْطٰى لَكَ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلَيْكَ

لَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلَى اللّٰهِ

ترجمہ۔ جو لوگ تیری طرف التفات نہیں کرتے ... نظر انکار سے دیکھتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف التفات نہیں کرتے۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا۔ ... اللہ ... اس کا ... میں ... دونگا جو چند دن ...

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ الحمد للہ والمنۃ کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اچھی ہے۔ آپ علی العموم سیر کو نکلتے ہیں۔ آپ کے اہلبیت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھے ... ہیں

۲۔ ... کی صحت قوم کے لئے راحت افزا خبر ہے۔ حضرت حکیم الامۃ نے ترجمہ قرآن مجید کا ایک پارہ نمونۃً چھاپنے کی ہدایت تجویز ہوئی ہے۔ اس کی کاپیاں یہاں لکھی جا چکی ہیں۔

۳۔ ... عید کی رویت یہاں شنبہ کی شام کو ۱۷ نومبر ۱۹۰۶ء کو ہوئی اور اتوار کی صبح کو ... مسجد ... میں حسب معمول نماز ادا کی گئی اور معمول کے موافق حضرت حکیم الامۃ نے ... خطبہ پڑھا۔ مسجد کا صحن اور اندر بھرا ہوا تھا۔ دیہات ملحقہ کے علاوہ ... چک ... وغیرہ سے احباب نماز عید کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ ... ناظرین کو عید مبارک ہو۔

۴۔ ... تعلیم الاسلام کی جماعت ... ہو چکی ہے اور پڑھائی شروع ہو گئی ہے اس لئے جو احباب ... کو مدرسہ میں بھیجنا چاہتے ہیں ان کے لئے ابتدائے سال مدرسہ کی وجہ سے ... موقعہ ہے

۵۔ ... گذشتہ اشاعتوں میں تحریک شائع ہوتی رہی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ ... مدرسہ کی اعانت کا ثواب حاصل کیا ہوگا۔

۶۔ ... اشاعت میں ۱۹ نومبر ۱۹۰۶ء کو بعد از نماز عصر مسجد مبارک میں منشی عزیز الرحمن صاحب ... کا نکاح ... عبد الرحیم صاحب سے ہوا۔ سید عزیز الرحمن صاحب ... مولوی محمد علی صاحب وکیل تھے۔ ... الرحیم صاحب ... صاحب ... کے لئے گئے اور مع الخیر واپس آ گئے۔ منشی عزیز الرحمن صاحب نے نہایت مروت اور ایثار سے کام لیکر ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اور اس تعلق کو مبارک کرے آمین۔

منشی غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار کی بحالی

بعض ناظرین الحکم منشی غلام حیدر خان صاحب کے نام سے بخوبی واقف ہون گے لیکن اکثرون کے لیے یہ نام بالکل نیا ہوگا۔ منشی غلام حیدر خان صاحب اگرچہ اس سلسلہ مین مرید نہین ہین۔ لیکن ان کی منصف مزاجی اور حق پسند طبیعت نے اس سلسلہ کی اصل حقیقت سے انہیں خوب آگاہ کر دیا ہے اور خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے انہین ایسے موقع دیئے کہ وہ پورے طور پر اس سلسلہ کے حالات سے اطلاع حاصل کر سکیں۔ جن دنون ڈاکٹر کلارک کا مقدمہ قتل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تھا۔ ان دنون آپ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کے سپرنٹنڈنٹ اور پھر جب جہلم مین مقدمات ہمارے خلاف دائر ہوئے۔ اس وقت صاحب ڈپٹی کمشنر جہلم نے خاص طور پر ان کو انتظام کے لئے مقرر کیا تھا [illegible] خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ آپ نے اس موقع پر امن کو قائم رکھا وہ جہلم کے لیے قابل ناز امر ہے۔ ورنہ ایسے موقع پر جبکہ ہزارہا انسان جمع ہوئے ہون اور جہان مذہبی مخالفانہ سپرٹ زورون پر ہو امن کا قائم رکھنا کوئی معمولی امر نہین۔ بلکہ یہ خاص قابلیت اور خداداد انتظامی قوت کا نتیجہ تھا۔ پھر انہین مقدمات کے سلسلہ مین وہ گورداسپور مین ایڈیٹر الحکم کے مقدمہ مین شہادت کے لئے کئی مرتبہ آتے رہے اور نہایت ایمانداری اور جرأت کے ساتھ شہادت حقہ ادا کی اس طرح انہین متعدد موقعے اس سلسلہ کی تائید کے لئے ملے ہین۔ اور باوجود غیر احمدی ہونے کے انہون نے جس آزادی اور فراخ دلی سے حق کی تائید کی وہ اس قابل تھی کہ اللہ تعالےٰ انہین ضائع نہ کرے چودھری غلام حیدر خان صاحب چونکہ بڑے دلیر اور آزاد منش اور بے ریا انسان ہین اس لئے وہ ان لوگون کو خوش نہ رکھ سکے جو دھڑہ بندی اور منافقانہ کارروائیون کو پسند کیا کرتے ہین۔ ان کی سازشون اور افترا پردازیون نے ضلع جہلم کے ڈپٹی کمشنر مسٹر کالی صاحب . . . . . کو بھی بابو صاحب پر سخت ناراض کر دیا بلکہ اگر یہ کہا جاوے۔ کہ وہ ان مقدمات مین خود مدعی کا پارٹ ادا کر رہے تھے تو یہ کوئی مبالغہ نہین۔ صاحب ممدوح نے بابو صاحب کے خلاف لوگون کو ذیلدارون اور نمبردارون کی معرفت یہ اعلان دیا۔ کہ بابو غلام حیدر خان کے خلاف جو لوگ گورنمنٹ کو مدد دین گے [illegible] ہر طرح سے محفوظ رہین گے انہون نے انسپکٹر [illegible] صاحب پولیس پنجاب سے خاص [illegible] کر سند گو [illegible] سب انسپکٹر پولیس [illegible] کیا اور [illegible] شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس کو ڈسٹرکٹ [illegible] پولیس [illegible] سے لے لیا [illegible] کے لئے [illegible] ایسی حالت اور [illegible] جو مقدمہ اٹھایا جاوے۔ اس سے [illegible] نکلنا کوئی [illegible] امر نہیں [illegible] ممکن تھا اس مقدمہ مین بابو غلام حیدر خان صاحب کے خلاف مقدمات ثابت کرنے کے لئے پوری کوشش کی گئی اور [illegible] مقدمات کی [illegible] ایک شخص [illegible] پولیس [illegible] صاحب کی [illegible] موقوف ہوا [illegible] پولیس [illegible] تھا۔ اس [illegible] پر انسپکٹر صاحب کی مخالفت [illegible] اس مخالفت نے بابو صاحب کو ان [illegible] الزامات کا نشانہ بنایا گیا اور اس طرح پر ان کو ان مصائب اور تکالیف [illegible] ان مقدمات کے رنگ مین [illegible] کے فضل نے ان کی دستگیری کی اور ان کی راستی اور انصاف پروری نے ان کے دامن کو پاک ثابت کیا۔ اس مقدمہ کے حالات پر روزانہ پیسہ اخبار مین ایک لیڈر نکلا ہے۔ مین اسکو بجنسہ درج کرنا ضروری سمجھتا ہون اور بابو غلام حیدر خان صاحب کی بریت اور بحالی پر

اُنہیں صدق دل سے **مبارکباد**

دیتا ہون۔ چودہری شہاب الدین صاحب وکیل بھی خاص مبارکباد کے مستحق ہین جنہون نے اپنی قانونی قابلیت سے اس مقدمہ مین خاص نام پایا اور کامیابی حاصل کی میرے رائے مین اس سوال کو بڑے زور کیساتھ ہمارے معاصرین کو اٹھانا چاہیئے۔ کہ بابو [illegible] جو اس قدر اخراجات بابو صاحب کو برداشت کرنے پڑے ہین۔ یہ بابو صاحب کو ضرور ملنے چاہئین۔

یہ امر اور بھی خوشی کا موجب ہے کہ ان کے ایام معطلی کی تنخواہ بھی بابو صاحب کو دی جائیگی اور اب وہ فیروزپور مین متعین ہوئے ہین۔ گورنمنٹ کا بھی بہت سا روپیہ فضول صرف ہوا۔ آئندہ کو امید ہے۔ گورنمنٹ بھی ایسے منسوب باز لوگون سے سبق لے گی۔ بہرحال وہ آرٹیکل یہ ہے

روزانہ پیسہ اخبار کی اشاعت ماقبل گذشتہ مین "قابل داد و انصاف" کے عنوان سے یہ خوش گوار خبر درج کی جا چکی ہے۔ کہ منشی غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار جہلم قریباً ایک سال کی معطلی و پریشانی کے بعد آخر کار تمام الزامات سے پاک ثابت ہوئے۔ اور پورے اعزاز کے ساتھ اپنے منصب پر بحال ہو کر ضلع فیروزپور مین تعینات کئے گئے۔ گو چونکہ تحصیلدار صاحب پر جو افتاد پڑی۔ وہ اپنی نوعیت مین بڑی قابل تاسف [illegible] کے ساتھ ایسی ہے۔ کہ [illegible] بعض [illegible] سرکاری اہل کارون [illegible] جوڈیشل افسرون کو [illegible] کے باعث حاسد [illegible] پارٹیون کی سازشون سے پیش آتی اور ان کی جفاکشی و دیانتداری [illegible]

[illegible] طبیع تو برس بلاشدی کا مصداق بنا رہتی ہین۔ جیسا کہ تھوڑے [illegible] دن قبل ایک نامور ہندو ڈسٹرکٹ جج کے آفت مین مبتلا ہونے سے ظاہر ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ منشی غلام حیدر کے کیس پر شروع سے آخر تک ایک سرسری نظر ڈال کر روئداد مقدمہ کی مدد سے ان کی معطلی و بحالی کے واقعات اجمالاً ہدیہ ناظرین کئے جادین تاکہ پبلک ایسی اہل کارون کی مشکلات کا قدرے اندازہ لگانے کے ساتھ ہی انگریزی انصاف کی قدردان بننے کا موقع پائے اور آئندہ اگر کوئی بدنصیب اہلکار خدانخواستہ ایسی مصائب کا شکار ہو تو اس کے [illegible] سمجھ کر نکتہ چینی کی جاوے۔

مختلف اضلاع پنجاب خصوصاً جہلم گجرات و گوجرانوالہ کے باشندے اس امر سے [illegible] ہرگز متامل نہ ہون گے کہ منشی غلام حیدر صاحب نہایت قابل منتظم اور چست تحصیلدار ہین۔ ان کی ملازمت قریباً ۲۲ سال کی ہو چکی ہے۔ مگر اب تک آپ ماشاء اللہ نہایت تندرست۔ قوی الجثہ اور جوانون کی مانند چست نظر آتے ہین۔ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء مین آپ تحصیل جہلم مین تبدیل ہو کر آئے [illegible] مین مسٹر پی۔ ڈی اگنیو صاحب [illegible] راول پنڈی ڈپٹی کمشنر (راول پنڈی) وہان کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ منشی صاحب نے اپنے زمانہ ملازمت مین کئی عہدہ دارون۔ اہل کارون اور خود غرض اشخاص کے ہتھکنڈون کو طشت از بام کر کے انہین برطرف۔ متنزل اور سزایاب کرا دیا تھا۔ جہلم کے ضلع مین تبدیل ہونے سے پہلے آپ راول پنڈی مین تھے۔ وہان انہون نے ایک ہندو وکیل کے گورنمنٹ کو ظالم کہنے پر اس قدر جوش ظاہر کیا کہ تمام ہندو آزردہ ہو گئے۔ جہلم مین آنے سے پیشتر ہی منشی صاحب کے بدخواہون نے ان کو بدنام کرنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن مسٹر اگنیو صاحب جیسے بیدار مغز اور دقیق افسر کے واسطے مین ان کی دال نہ گلی۔ اور قریباً دو سال تک وہ جہلم مین نہایت تعریف کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہے۔ اس عرصہ مین انہون نے غریب رعیت کی حمایت سے اپنے بدخواہون کو اور بھی بیزار کر لیا۔ دفتر مال رائے بھوانی داس صاحب بھی اُن کے مدمقابل رہے۔ لیکن باوصف تمام مقابلہ کے انہون نے کئی اہل کارون کی بد ذاتیان پایہ ثبوت کو پہنچا کر انہین موقوف متنزل و تبدیل کرایا۔ منجملہ ان کے قابل تحسین کارنامون کے ایک یہ بھی تھا۔ کہ انہون نے مہتہ بودھ راج سارجنٹ پولیس کے برخلاف جوڈیشل فیصلجات مین سخت ریمارکس کئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارجنٹ مذکور موقوف ہوا۔ یہ سارجنٹ مہتہ بھیم سین انسپکٹر پولیس ضلع جہلم کا سالا تھا اس کی موقوفی نے قدرتی طور پر جو رنج مہتہ بھیم سین صاحب کو پہنچایا۔ اس کا اندازہ ناظرین خود لگا سکتے ہین۔ اگر مہتہ صاحب کا بس چلتا۔ تو وہ غالباً منشی صاحب کی ہستی ہی مٹا دیتے۔ مگر مسٹر اگنیو صاحب کے زمانے مین ان کی کوئی کارستانی پیش نہ گئی۔ جہلم سے منشی صاحب ضلع گجرات

کی تحصیل کھاریاں میں تبدیل ہوگئے۔ اور اپنا کام نیک نامی کے ساتھ بے غل وغش کرتے رہے۔ مگر قریباً ایک سال کے بعد بدقسمتی سے وہ پھر ضلع جہلم میں تبدیل ہو آئے اور بجائے حضور تحصیل کے تحصیل پنڈ دادن خان میں تعینات کئے گئے۔ اس وقت تک مسٹر اینگنیو صاحب ہی ڈپٹی کمشنر تھے۔ پنڈ دادن خان میں تعینات ہونے سے چند روز پیشتر مہتہ بھیم سین صاحب نے صاحب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہو کر منشی صاحب کے برخلاف وہ زہر اُگلا کہ صاحب موصوف حیران ہوگئے۔ اُس نے صاحب بہادر سے کہا کہ منشی غلام حیدر خان بڑا بد چلن مرتشی اور متعصب مسلمان ہے لیکن چونکہ صاحب بہادر منشی صاحب کو خوب جانتے تھے اور جس حسن انتظام سے اُنھوں نے صاحب موصوف کے ماتحت دو سال تک تحصیل جہلم میں تحصیلداری کی تھی۔ اُس کا حال اُن پر آئینہ تھا۔ اس لئے مسٹر اینگنیو کے دل پر مہتہ بھیم سین کی شکایت کا کچھ اثر نہ ہوا۔ مگر مہتہ صاحب آتش عداوت میں بھن رہے تھے اور انتقام کا کوئی موقع تاک رہے تھے۔ پس جب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر اُن کی چالاکی کا جادو نہ چلا۔ تو اُنھوں نے تحصیل پنڈ دادن خان کے سب ڈویژنل افسر مسٹر بانڈ صاحب وحال ڈپٹی کمشنر کانگڑہ سے رجوع کی ۔

اس موقع پر مہتہ بھیم سین صاحب کی نسبت یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ وہ تحصیل پنڈ دادن خان کے باشندے ہیں اور تحصیل مذکور میں بڑی املاک وجایداد رکھتے ہیں۔ اُن کی رشتہ داریاں سارے ضلع جہلم میں ہیں اور خاص تحصیل پنڈ دادن خان میں مہتہ صاحب کی ہمقوم آبادی کا ایک جزو اعظم ہیں۔ ان سب پر طرہ یہ کہ مہتہ صاحب اپنی ۳۲ سالہ ملازمت میں سے ۲۶ سال ضلع جہلم ہی میں رہے ہیں اور منشی غلام حیدر صاحب کی تعیناتی سے اُن دنوں وہ پنڈ دادنخان ہی میں انسپکٹر تھے۔ جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اُن کا رسوخ تحصیل پنڈ دادن خان میں کس حد تک ہوگا۔ پس غلام حیدر خان صاحب کا پنڈ دادن خان میں تبدیل ہو کر آنا ہی اُن کے مجسم رشوت ستان ظاہر کئے جانے کے لئے کافی تھا ۔

مہتہ صاحب نے منشی صاحب کے تشریف لانے سے پیشتر ہی مسٹر بانڈ صاحب کے کان اُن کی طرف سے بھرنا شروع کر دئے تھے اور اُنہیں یہ کہکر منشی صاحب سے بدظن کر دیا کہ غلام حیدر بڑا بد چلن رشوت ستان اور متعصب مسلمان ہے۔ مسٹر بانڈ منشی صاحب کو پہلے سے نہ جانتے تھے۔ ورنہ وہ بھی اینگنیو صاحب کی طرح مہتہ صاحب کے بیان کو سر رزہ رائی سے زیادہ وقعت نہ دیتے۔ لیکن منشی صاحب سے ناواقف ہونے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بانڈ صاحب نے مہتہ صاحب کی رام کہانی کو سچا باور کر کے صاحب کمشنر بہادر راولپنڈی سے زبانی شکایت کی۔ اُس موقع پر کمشنر صاحب نے اس شکایت پر کوئی نوٹس نہ لیا۔ لیکن چونکہ خدا کو یہ منظور تھا کہ منشی غلام حیدر خان ایک سال معطل رہکر ملک بھر میں رسوا ہوں اور بجائے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری پر ترقی پانے کے معرض تعطل میں رہیں اور وہ اُن کے احباب ومتعلقین اتنے عرصہ تک لخت دل کھائیں اور خون جگر پئیں۔ پس اسکے اسباب ظاہر یہ پیش آئے کہ اُنہی دنوں مسٹر اینگنیو صاحب رخصت پر تشریف لیگئے اور مسٹر کانلے صاحب ضلع جہلم کے ڈپٹی کمشنر مقرر ہو کر آئے۔ قریباً ۴ ماہ تک منشی صاحب مسٹر کانلے صاحب کے زمانہ میں بھی پنڈ دادن خان کے تحصیلدار رہے۔ اس عرصہ میں صاحب موصوف منشی صاحب کے کام اور انتظام سے بہت خوش رہے۔ چنانچہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو صاحب موصوف نے منشی صاحب کے اعمالنامہ میں نہایت تعریفی الفاظ درج فرمائے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ مہتہ بھیم سین انسپکٹر منشی غلام حیدر خان سے سخت دشمنی رکھتا ہے ۔

۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو مسٹر کانلے صاحب نے ایسا اعلیٰ سرٹیفکٹ دیا اور ۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو منشی غلام حیدر پنڈ دادن خان سے تبدیل تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں چلے گئے۔ اُنکی تبدیل ہونے کے بعد مسٹر بانڈ صاحب بھی ضلع جہلم سے تبدیل ہوگئے اور اُن کی بجائے مسٹر رڈکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر سب ڈویژنل افسر ہو کر پنڈ دادنخان میں تشریف لائے ۔

مہتہ بھیم سین صاحب منصوبہ بازی اور منشی صاحب کی تخریب کے برابر درپے رہے اُن کے سلسلے بوجہ زراعت کی موقوفی کے علاوہ منشی صاحب نے دوران تحصیلداری پنڈ دادن خان میں مہتہ صاحب کے ایک ذاتی مقدمہ مال میں مہتہ صاحب کے برخلاف فیصلہ دیا تھا۔ علاوہ بریں اُنھوں نے یہ حکم جاری کر دیا تھا کہ اپنی جنس کو بلا نمبرات ... [illegible]

سرکار میں بھی راجہ یا سرداری کے لقب سے مخاطب نہ کیا جائے۔ جب تک کہ اُسے گورنمنٹ کیطرف سے خطاب راجگی یا سرداری نہ ملے۔ منشی صاحب کی اس کارروائی نے تحصیل پنڈ دادن خان کے علاقہ کے کل ہندو مسلمانوں کو منشی صاحب کے برخلاف کر دیا تھا۔ اُس تحصیل میں ہر کس وناکس اپنے آپ کو راجہ یا سردار کہلواتا تھا اور اہلکاران تحصیل اِن دونوں خطابات کو ہر اہل و نا اہل کے نام کے ساتھ لگا دیتے تھے۔ ہری سنگھ ساہوکار رئیس تحصیل پنڈ دادن خان کا ایک نہایت دولتمند شخص ہے۔ منشی صاحب کی نوازش سے اُس کا فرضی خطاب سرداری جاتا رہا۔ علاوہ بریں منشی صاحب نے ساہوکار مذکور پر بجائے ۲۲۰ کے ۵۲۰ روپیہ ٹیکس لگا دیا۔ مہتہ بھیم سین صاحب تو پہلے ہی سے منشی صاحب کے برخلاف اُدھار کھائے ہوئے تھے۔ اب ہری سنگھ صاحب بھی اُن کے طرفدار ہوگئے۔ ہری سنگھ کی ملکیت قریباً ستر دیہات تحصیل پنڈ دادن خان میں ہیں اور مختلف مقامات میں اُس کے پندرہ کارخانے ہیں اُس کا مہتہ بھیم سین سے ہمخیال ہونا گویا سمند ناز کو تازیانہ لگنا تھا ۔

منشی غلام حیدر خان صاحب نے میونسپل کمیٹی پنڈ دادنخان کے متعلق چند ایسی باضابطہ کارروائیاں کیں اور قانونی احکام جاری کئے کہ باشندگان خاص پنڈ دادن خان بھی اُن کے برخلاف ہوگئے مہتہ صاحب اور ہری سنگھ کی عنایت سے دیگر تمام اہلکاران ووکلائے تحصیل بھی۔ جو بالعموم ہندو تھے۔ منشی صاحب سے بگڑ گئے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ پنڈ دادن خان کا ہر ایک متنفس منشی صاحب سے ناراض اور آزردہ خاطر ہوگیا۔ مہتہ صاحب اور ہری سنگھ ساہوکار کے ذاتی رسوخ کے ساتھ جب دیگر اشخاص کی آزردگی اور رنجش جمع ہوگئی۔ تو گویا منشی صاحب پر آسمان ٹوٹ پڑا۔ مسٹر رڈکن صاحب ایک تیز طبع نوجوان سب ڈویژنل افسر تھے منشی صاحب دو تین ماہ پہلے سے تبدیل ہو کر پھالیہ ضلع گجرات میں جاچکے تھے۔ اہل غرض اشخاص اُن کے خلاف آسمان وزمین کے قلابے ملانے پر تلے بیٹھے تھے۔ اس سے بہتر موقع ملنا محال بلکہ ناممکن تھا۔ پہلے مسٹر رڈکن صاحب کے دل کو زہر آلود کیا گیا اور پھر صاحب موصوف کی معرفت مسٹر کانلے صاحب ڈپٹی کمشنر کے نیک خیالات کو بھی مبدل کیا گیا۔ غرضیکہ مسٹر رڈکن صاحب نے منشی صاحب کی معطلی کی

سفارش کی اور صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب نے بھی اتفاق فرمایا۔ صاحب کمشنر جنہیں مسٹر بانڈ صاحب سابق ڈویژنل افسر نے منشی صاحب کے خلاف زبانی شکایت سُن چکے تھے۔ اُنھوں نے ... میں ہاں ملا دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منشی صاحب رشوت ستانی کے الزامات میں بحکم جناب آنریبل مسٹر گارڈن واکر صاحب فنانشل کمشنر پنجاب ۴ نومبر ۱۹۰۵ء سے معطل کئے گئے اور الزامات کی تحقیقات وثبوت کے لئے دو یورپین سولین افسر گورنمنٹ کی جانب سے مامور ہوئے ۔

معطلی کے بعد پہلے کچھ عرصہ مسٹر رڈکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر اور بعد میں مسٹر بریڈ صاحب (حال ڈسٹرکٹ جج امرتسر) سپیشل ڈیوٹی پر رہے۔ مہتہ بھیم سین کی عنایت سے صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر بنیڈ صاحب بھی منشی غلام حیدر خان صاحب کو پرلے درجے کا رشوت ستان خیال کرتے تھے۔ پولیس نعرہ بدہ بلکہ کو بکو اور گھر گھر پھر کر لوگوں کو اکسایا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بمقام کند مال علاقہ داران کے روبرو کھلے طور پر اعلان دیا کہ جو لوگ منشی غلام حیدر کے برخلاف گورنمنٹ کو امداد دیں گے گورنمنٹ اُن سے خوش ہوگی۔ صاحب بہادر کے اس اعلان کی تعبیر عام پبلک کو یوں سُنائی گئی۔ کہ جو شخص چاہے منشی غلام حیدر خان پر الزامات رشوت لگائے کسی کو گرفت نہ ہوگی۔ بعض لوگوں کو یہ بھی سمجھایا گیا کہ جس قدر رشوت کوئی شخص منشی صاحب کو دینا بیان کریگا۔ اسی قدر روپیہ اُس کو گورنمنٹ سے دیا جاویگا۔ مسٹر رڈکن صاحب اور اُن کے بعد مسٹر بریڈ صاحب بھی پولیس کے نقش پا پر چلے۔ جس قدر مقدمات منشی غلام حیدر خان نے پنڈ دادن خان کی تحصیلداری کے زمانہ میں فیصل کئے تھے۔ اُن کی فہرست طیار کی گئی۔ فریقین سے اُن کے دیہات میں جاکر رشوت دینے نہ دینے کی بابت پوچھا گیا۔ غرض کہ اس طرح بہت سے مقدمات منشی صاحب کے برخلاف شروع کئے گئے ۔

بقیہ دیکھو صفحہ ۹ کالم ۲

شاگرد کا خط اُستاد کے نام*

جناب اوستاد صاحب بابو عمر دراز خان صاحب منشی [illegible] آر - ای - آفس ڈیرہ اسمٰعیلخان
[illegible] آپ کا کارڈ مسٹر شنار اللہ کے نام کا آیا ہوا مجھے دیکھنے مین بھی آیا - جس مین آپ نے میرا بھی حال دریافت فرمایا ہے جس پر مین آپ کی اس عنایت اور یادآوری کا شکرگذار ہون - گو جناب نے مجھکو ایک عرصہ سے بالکل فراموش کر دیا ہے - یعنے مجھکو اس قابل نہین سمجھا - کہ مجھ سے سلسلہ خط و کتابت کا کیا جاوے اگرچہ مین [illegible] ہون [illegible] خیال کا پابند ہون - [illegible] مجھے کو آپ سے [illegible] خط کا جواب [illegible] ہرگز مانع نہین ہے - آپ نے جو [illegible] مین مرقوم کی ہے اس کا اعتراف [illegible] پھر کچھ عین کرنا اپنا فرض [illegible] ہون اور ایسے [illegible] الفاظ سے اس بات کا بھی خواہان و جویان ہون کہ جس طرح آپ نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ نیکی کرے - [illegible] صادق اور راستباز بندہ کی پہچان عطا کرے - آمین -

مسٹر ثنار اللہ کے نام جو خط آپ نے لکھا ہے اس مین مرتد ڈاکٹر [illegible] عبدالحکیم خان کے مرتد ہونے اور خدا کے مسیح صادق سے ہی نہین بلکہ افضل الرسل سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے پر بہت خوشی کا اظہار کیا ہے اور خود بھی اس کی کتابین خریدنے اور پڑھنے کا تذکرہ کیا ہے حالانکہ مرتد ڈاکٹر نے نہ صرف خدا کے مسیح صادق علیہ السلام سے ہی بغاوت اختیار کر کے گمراہی اختیار کی ہے - بلکہ اُس نے صاف طور پر لکھا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور اور راستے بھی نجات پانے اور خدا تعالےٰ کے ملنے کے موجود ہین اور یہ کہ کوئی ضروری نہین - کہ ایک شخص پر ایمان نہ لانا نجات سے مانع ہو کیا خدا کی خدائی مین ایک آدمی ہی نجات کا ذریعہ ہے اور کوئی راہ نہین ؟ ایسا خیال کرنا مرتد مذکور کے نزدیک خدا کی خدائی کی توہین کرنا ہے چنانچہ جن الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے وہ اس کی کتاب ذکر الحکیم [illegible] اس طرح ہین کہ اتباع محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نجات کا سیدھا اور آسان [illegible] ہے مگر [illegible] کہ اس پر ایمان نہ لانے سے [illegible] کے تمام [illegible] رحمت و مغفرت [illegible] انسان کے لئے [illegible] ہوگئے - خدا [illegible] کی توہین اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کو ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہین ہو سکتے تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے "

پھر ذکر الحکیم نمبر ۳ [illegible] مین لکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے توحید و تزکیۂ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے نہ کہ محمد پر ایمان لانے کو یا مسیح پر [illegible] تو وہ آیت تتلائی ہوتی "

اب ان تمام عبارتون کا [illegible] مطلب ہے بالکل صاف ہے کہ نہ تو قرآن کی ضرورت نہ کسی نبی کی ضرورت نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کیونکہ اعمال صالح ہی [illegible] موجب [illegible] ہے [illegible] مرتد [illegible] نے صاف طور پر کہدیا ہے کہ اس [illegible] خدا کی توہین ہے - کہ اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہین تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے اور اسی پر بس نہین کیا بلکہ یہ بھی کہدیا کہ توحید اور تزکیۂ نفس ہی محض کافی ہے نہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مسیح پر ایمان لانا - اب ایک موٹی سی عقل والا بھی غور کئے بدون نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہ مرتد نہ صرف مرزا صاحب سے مرتد و منحرف ہوا ہے بلکہ دراصل یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیار سے باغی ہے کیونکہ مرتد کو وہ باتین نہ سوجھین - جو کہ دہرم پال مرتد اور عماد الدین کو بھی نہ سوجھین تھین -

مجھ کو اگر کچھ تعجب ہے - تو صرف یہ ہے کہ اس مرتد کی کتابین دیکھنے سے تو آپ اس نتیجہ پر پہونچے - کہ گویا نعوذ باللہ حضرت اقدس جری اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دہوکے باز ہین - مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ مرتد کہتا کیا ہے - آیا اسلامی عقیدہ کے خلاف تو نہین چلتا - افسوس کہ آپ نے محض مرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیار کی توہین آمیز کتابون کو بڑے شوق و ذوق سے خریدا اور پڑھا اور لطف یہ کہ آپ مدعی تو اس بات کے ہین کہ [illegible] اللہ اور رسول کافی ہے - عشق رسول کے دیوانون کو بجز دیدار اور محبت اُن کے [illegible] کب خاطر مین لاتے ہین - اور پھر ایسی تحریر خریدتے اور پڑھتے ہین - جس مین عشق رسول کے دیوانون کو یہ راگ سنایا جاتا ہے - کہ یہ خداوند عالم کی توہین اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی - کہ اس کا ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہین - تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ مانا جاوے " اور پھر سناتے ہین کہ اللہ تعالےٰ محض توحید و تزکیۂ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے نہ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے کو یا مسیح پر " اب خود ہی اپنا منہ گریبان مین ڈال کر غور کرین اور سوچین کہ اس مرتد کے عقیدہ کے بموجب آپ گمراہی کے اتھاہ گڈھے مین پڑتے دکھائی دے رہے ہین کہ نہین ؟ اور کہ خدا کی توہین کر رہے ہین کہ نہین ؟

آپ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کے بغیر نجات محال خیال فرماتے ہون گے - جیسا کہ آپ کی تحریرون اور تقریرون سے ظاہر ہوتا رہا ہے - مگر عبدالحکیم صاحب کا عقیدہ آپ کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہے - پھر جس صورت مین آپ کا اور اس کا عقیدہ بہت کچھ اختلاف رکھتا ہے تو اس کی تحریر پر آپ کا خوشی منانا سخت درجہ پر خسران مین مبتلا ہونا نہین ہے - تو اور کیا ہے - اور اگر فی الحقیقت میرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آپ کی ایسی ہی حالت ہوگئی ہے - کہ آپ بھی مثل مرتد مذکور کے عقل پرست ہوگئے ہین تو اگرچہ یہ ممکن ہے - کہ کسی دن ہی آپ بھی اعلانیہ یہ اشتہار دین گے کہ محض تزکیۂ نفس کافی ہے - اور تمام انبیار محض بے سُود آتے رہے - کیونکہ جس صورت مین بقول مرتد ڈاکٹر خدا کی عطا کردہ عقل اور فطرت نجات کے لئے کافی ہے - تو انبیار کا وجود اور کتب سماوی کا ماننا نہ ماننا برابر ہے اور ایسا عقیدہ آپ کے دوست برہمون ہی کے ہین جن کے ساتھ کچھ عرصہ تک آپ کی ہان سے ہان ملتی ہے - اور ان دنون مین یہ شعر بھی جناب کے وردزبان رہا کرتا تھا - کہ

مباش در پے آزار و ہرچہ خواہی کن
کہ در طریقت ما جز این گناہے نیست -

رہا - میرزا صاحب کو آپ کا دہوکے باز بیان کرنا - تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین - ایسا ہوتا رہا ہے - کیا آپ ثابت کر سکتے ہین - کہ موسےٰ کے وقت کے - داؤد کے وقت کے - یونس کے وقت - نوح کے وقت - شعیب کے وقت کے اور لوط کے وقت اور حضرت مسیح کے وقت اور بالآخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کے انسان اور آج کل کے انسان ساخت کے لحاظ سے یعنے ان کی بناوٹ اور ان کی بناوٹ مین جو میرزا صاحب کو دہوکے باز کہتے ہین کچھ فرق ہے اور تھا ؟ یا ایک نہلی کے یہ تمام چٹے بٹے تھے اور ہین - غرض کہ میرزا صاحب کو آپ کا یا کسی اور دنیا کے پرستار کا دہوکے باز کہنا کوئی نئی بات نہین - ایسا ہوتا آیا ہے اور مخالف اور مرتد کہتے آئے ہین - جس کی وجہ صرف یہ ہے - کہ

چو چشم حق شناس و نور عرفانش نہ بخشیدند
نہادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را

ہر ایک مسلمان معمولی طور پر بھی ڈاکٹر مرتد کی کتابین دیکھ کر اس کی حالت کا اندازہ کر سکتا ہے اور اُس پر یہ بات بخوبی روشن ہو سکتی ہے - کہ دراصل یہ شخص صرف مرزا صاحب سے ہی باغی نہین بلکہ جملہ انبیار علیہم السلام اس کے عقیدہ کے بموجب لوگون کو گمراہی مین ڈالنے کے لئے تشریف لائے - مجھ کو یہ جرأت نہین ہو سکتی کہ آپ سے کہون کہ ایسے بدعقیدہ والے شخص کی کتابین خرید کر اور پڑھ کر کیون

---

* ڈیرہ اسمٰعیلخان مین جو صاحب الحکم کے خریدار ہین اُن سے یہ التماس ہے کہ وہ ضرور ایڈیٹر اس خط والے اخبار کو بابو عمر دراز خان صاحب کلرک دفتر بارگ ماسٹری جو غالباً بازار مین رہتے ہین دکھلا دین نہایت مہربانی ہوگی - منہ -

* یا ایھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ و رسولہ کے کیا معنے مین تعجب باوجود مفسر ہونے کے قرآن سے [illegible] بے علمی - منہ

آپ نے اپنے چپنے [illegible]
کیونکہ ممکن ہے کہ پردہ تر [illegible]
معاملہ ہو۔ مگر ہاں یہ ضرور دریافت کرنا بہتر
مصلحت سمجھتا ہوں۔ کہ آپ نے اس مرتد
ڈاکٹر کی کتابیں تو خرید اور پڑھ کر یہ نتیجہ نکالا
کہ میرزا نعوذ باللہ دھوکے باز ہیں۔ کیا اچھا
ہوتا۔ کہ آپ زہر میاں مرتد اور پادری عماد الدین
کی کتابیں ترک اسلام اور تہذیب الاسلام
نیز ہدایت المسلمین وغیرہ۔ بھی خرید کر پڑھتے
تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت
بھی آپ کو رائے پاس کرنے کا موقعہ مل جاتا
اگر آپ کے ذہن سے یہ بات پہلے اُوتر گئی
ہو۔ تو اب ایسا ضرور لضرور کریں۔ تاکہ کہیں
گمراہی میں نہ رہیں۔

۲۔ اس کے بعد آپ نے اس کارڈ میں میرزا
صاحب قبلہ کے بعض الہام کا ذکر کر کے فرمایا
ہے۔ کہ آپ کو ہنسی آتی ہے۔ کیوں نہ ہو
اگر آپ جیسے بزرگ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے وقت میں ہوتے۔ تو کیا وہ
اس وقت کم ہنستے جس وقت کہ عبداللہ
ابن ابی سرح کاتب الوحی مرتد ہوا تھا میرے
خیال میں تو آپ اسوقت بے اختیار ہو
کر قہقہے لگا کر وہاں سے بھاگتے اور کبھی
بھی مسلمانی اور اسلام کا نام نہ لیتے۔ ایسے
ہی مسیح یا کسی اور نبی کے وقت ہوتے تو
ان سے مرتد ہونے والے لوگوں نامرادوں
کو دیکھ کر ہنستے ہنستے بُرا حال کر لیتے یا جناب
کے پیٹ میں درد ہونے لگتا اور بل پڑ
جاتے۔

۳۔ پھر آپ نے میرزا صاحب کی نسبت محض
غلط اور قطعاً بے بنیاد یہ افترا کیا ہے
کہ نعوذ باللہ گویا حضرت تقدس مآب میرزا
صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے مساوات کا دم مارا ہے حالانکہ
میرزا صاحب نے نہ تو کبھی ایسا دعوے
کیا اور نہ آپ نے اُن کی کوئی ایسی تحریر پڑھی
ہوگی۔ کہ جس کا مفہوم اور منشا یہ ہو۔ ؎

کہ پنجہ با پنجہ خدا دارم
من چہ پروائے مصطفےٰ دارم

جہاں کہیں ذکر کیا تو یہی ذکر کیا۔ کہ مجھکو جو
کچھ ملا ہے وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ملا اور اس کا بڑا ثبوت یہ دیا
ہے۔ کہ میرزا صاحب کو بارہا یہ الہام ہوا
ہے۔ کہ صل علی محمد و آل محمد
جس کا منشا یہی ظاہر کیا ہے کہ جو کچھ الہام

کا [illegible] مسیح موعود وغیرہ کے مراتب
[illegible] وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہے۔ اس لئے لازم ہے۔ کہ اُس
حقیقی سرچشمہ کے جلال کی ترقی کے لئے
بھی ہر وقت دُعا گو رہنا چاہیئے۔ اب ایک
موٹی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ کیا
ایسا شخص جس کا مذہب یہ ہے۔ وہ
مساوات کا مدعی ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں خوب
غور کریں کہ وہ شخص ہرگز ہرگز مساوات کا
مدعی نہیں ہو سکتا۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں ایسا محو ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے
یوں کہتا ہے۔ ؎

یا نبی اللہ توئی خورشید رہ ہائے ہُدا
بے تو نارد رو براہی عارف پرہیزگار
یا نبی اللہ لب تو چشمہ جان پرور است
یا نبی اللہ توئی در راہ حق آموزگار
زندہ آن شخصیکہ نوشد جرعۂ از چشمہ ات
زیرک آں مرد یکہ گرداست اتباع ات اختیار
عارفان را منتہائے علم و رخت
صادقان را منتہائے صدق بر عشقت قرار
بے تو ہرگز دولت عرفان نمی یابد کسے
گرچہ میرد در ریاضت ہائے جہد بیشمار
کیسہ بر اعمال خود بے عشق رویت ابلہی ست
غافل از رویت نہ بیند روئے نیکی زینہار
دردم پیدا شود نورے ز عشق روئے تو
کان نہ باشد سالکان را حاصل اندر روزگار
یا نبی اللہ فدائے ہر سر موئے توام
وقف راہے توکنم گر جان دہندم صد ہزار
ہر کسے اندر نماز خود دعائے مے کند
من دُعا ہائے بروبارے ترا ای باغ بہار

اور پھر ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ؎

ما از و یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
تابعداری ہی کے ذریعہ ہر ایک نور اور کمال
میسر آسکتا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ بھی بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی پیروی کے اور غلامی کے اپنا
چہرہ نہیں دکھلاتا۔ چنانچہ میرزا صاحب کا ایک
یہ بھی الہام ہے۔ ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

۴۔ پھر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ بندہ الحقیر
میرا اُمتی نبی ہی کافی ہے۔ ایسے ایسے بہت

سے آئے اور چلے گئے۔ عشق رسول کے
دیوانوں کو بجز دیدار اور محبت ان کی دوسرے
کو کب خاطر میں لاتے ہیں۔ میاں حاکم بالا سے
جو کچھ آیا اس کو چپراسیوں سے کیا سروکار بس
اللہ اور رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا
پھر اس کا عشق کامل نہیں۔ خوب بہت اچھا
بے ادبی معاف! استاد کو شاگرد لکھے تو کیا
لکھے۔ بقول شخصیکہ ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اب سوال ہے تو یہ ہے۔ کہ کیا آپ نے
صرف صرف اللہ و رسول پر ہی اکتفا کیا ہے
یا اللہ و رسول کی رضا مندی کی خاطر ان
کے جان نثاروں کی محبت کا بھی دم مارا ہے؟
کیونکہ ہمنے آپ کی سیرت اور لائف میں ایک
دو بھی وقت ملاحظہ کیا ہے۔ جبکہ ہر وقت
جناب کے ورد زبان خواجہ خواجہ ہی رہا کرتا تھا
یعنے ہر وقت جناب تقدس مآب خواجہ معین الدین
چشتی علیہ الرحمۃ کے ذکر خیر سے رطب اللسان
رہا کرتے تھے۔ ایسا ہی جناب پیران پیر
شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ
عنہ کے ذکر اذکار سے بھی کافی دلچسپی
رکھا کرتے تھے۔ ایسے ہی جناب مجدد
الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ سے
بھی کافی محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔
چنانچہ مجھ کو ایک دفعہ ان کی سوانحعمری بھی
پڑھنے کے لئے عنایت کر کے اس کے
مطالعہ کے لئے سخت تاکید کی تھی۔ ایسا
ہی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر تو ایسے فدا
تھے۔ کہ ہر وقت یہ زبان زد رہا کرتا تھا۔ کہ

بندہ پروردگارم اُمت احمد نبی
دوستدار چار یارم تابع اولاد علی
مذہب حنیفہ دارم ملت حضرت خلیل
خاک پائے غوث الاعظم زیر سایہ ہر ولی

گو یہ ممکن ہے۔ کہ اب آپ کو زیر سایہ
ہر ولی والے فقرہ سے انکار و فرار ہو گیا
ہو اس لئے مذکورہ بالا بزرگوں کی محبت کو
عشق کامل رسول کے منافی خیال کیا ہوگا
اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ اولیاء
اللہ لڑی کے موتیوں کی طرح ہوتے ہیں۔
جب ایک کا انکار ہوا تو دوسرے سے لازماً
وحتماً انکار و فرار ہونا کچھ بھی مشکل نہیں۔
پس جس صورت میں میرزا صاحب باوجودیکہ
ان کی صداقت کے نشان شمس النہار کی طرح
چمک رہے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہ ایک مرتد کے
ارتداد سے ایسا نالائق نتیجہ نکالتے ہیں کہ گویا

نعوذ باللہ اس مرتد کا ارتداد میرزا صاحب کے
جھوٹے اور دھوکے باز ہونے کی دلیل
ہے۔ اس لئے تو آپ نے یہ فقرہ تحریر فرمایا۔
جس کا خود پہلے اقرار تھا ہم آپ سے دریافت
کرتے ہیں کہ اگر مذکور بالا بزرگوں پر اور حضرت
مسیح موعود پر ایمان عشق کامل خدا و رسول
کے منافی ہے۔ تو آپ نے پہلے جو اُن پر
یعنے حضرت مسیح موعود کے علاوہ مذکورہ
بالا بزرگوں پر ایمان لاکر اپنا وقت ان کے
ذکر اذکار میں برباد کیا ہے۔ اس کی تلافی
کیسے ہوگی؟ کیونکہ آپ کا اقرار ہے۔ کہ
بس اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی
تجاوز کیا پھر اس کا عشق کامل نہیں۔ اس کا
جو کچھ مطلب ہے بالکل صاف ہے لیکن
مشکل تو یہ ہے۔ کہ ایک جگہ تو آپ نے کچھ
لکھا اور دوسری جگہ کچھ۔ اس پر غور فرماویں
کہ ماشاء اللہ کو یہاں پر تو یہی وصیت کی
ہے۔ بس اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا
بھی تجاوز کیا۔ تو پھر اس کا عشق کامل نہیں
عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیدار
اور محبت ان کے لئے دوسروں کو کب خاطر
میں لاتے ہیں اور دوسری جگہ ہدایت
فرماتے ہیں۔ کہ یہ خوب تصوف کی کتابیں
مطالعہ میں رکھو۔ دل میں حرارت پیدا کرو
اور کسی کامل بزرگ کے دست بیع ہو جاؤ
حالانکہ اس سے پہلے فرما چکے ہو کہ یہ میرزا
صاحب اور اس کے مرید تم اس کے مرید
ہو یا نہ ہو۔ نجات نصیب نہیں۔ جب تک
اپنی حقیقت تام سے خبر نہیں۔ مولسنا
کو چہ جاناں کی سیر کرو۔ اس کے علاوہ
میرزا صاحب کی تردید بیعت میں یہ بھی فرمایا
کہ ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے
میں ان متضاد باتوں کو پڑھ کر سخت حیران
ہوں اور مجھ کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔ کہ
اولیاء الرحمان کی عداوت کا یہ پھل ہے
کہ ایک ننھے سے کارڈ میں اس قدر ایک
دوسرے سے اختلاف کھانے والی باتوں
کا ذکر کیا ہے۔ میں اپنے طور پر عرض کرتا
ہوں۔ کہ جب آپ کا مشرب یہ ہے۔ کہ اللہ
و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا
تو پھر اس کا عشق کامل نہیں۔ تو پھر نثار اللہ
بیچارہ کو کیوں کسی کامل یا ناقص بزرگ
کی بیعت کرنے کے لئے مجبور کرتے ہو
کیونکہ یہ بات تو بدیہی ہے۔ کہ نثار اللہ
بھی عشق رسول کا دیوانہ ہے اس لئے

اس لئے وہ آپ کو صاف صاف سنا کر آپ کا
قافیہ تنگ کر سکتا ہے کہ عشق رسول کے دعویٰ تون
کو بجز دیدار اور محبت اونکے کے دوسرے کو کب خاطر
میں لاتے ہیں اور کہ اللہ و رسول کافی ہے جو ذرا بھی
تجاوز کیا تو سمجھو اسکا عشق کامل نہیں "اور یہ ایسا
دندان شکن جواب ہے کہ بعد اس جواب کے آپ
سے ممکن نہیں کہ کوئی کلمہ زبان سے نکل سکے وجہہ یہ
کہ آپ کی زبان سے ہی آپ پر اتمام حجت ہو جاویگی
رہا بزرگ کامل و ناقص کا جھگڑا او سپر بھی آپ
کا اتفاق ہونا مشکل ہے کیونکہ اگر بفرض محال مسٹر
ثناءاللہ نے آپ کے سب سے آخیری حکم (کسی کامل
بزرگ کے دست بیع ہو جاؤ) پر عامل ہونیکے
لئے بمشکل کسی بزرگ کو تلاش کرکے اوس کی بیعت
کرلی - اور آپ یہ کورا اور روکھا پھیکا جواب سنا دیں
کہ میاں! ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے
تو بتلائیے کہ اوسکے محنت برباد ہوئی کہ نہیں؟
پس بہتر تھا کہ اوسکو ایسی نصیحت ہی نہ کرتے
جس کا اولٹا اثر ہو - لطف تو یہ ہے کہ آپ جب کہ
آپ فرماتے ہیں کہ بخدا مجھکو میرا [illegible] کافی
ہے " اور یوں ان ڈائرکٹ سمجھاتے ہیں کہ کسی
کی بیعت نہیں کر لینی چاہئے اور پھر [illegible]
ہیں کہ کسی کامل بزرگ کے دست بیع ہو جاؤ
[illegible] کامل بزرگ [illegible] ہیں؟ اور ان کی
[illegible] کہ کامل ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کی جاوے -

[illegible] کرتا ہوں باقی پھر اگر
ضرورت پڑے تو عرض کرونگا اور آپ یہ
یاد رکھیں کہ یہ ایک تنقیدی نوٹ ہے جو آپ
کے کارڈ پر عرض کیا گیا ہے اور میں امید
کرتا ہوں کہ آپ اس کو غور سے پڑھکر ضرور بطریق
جواب باصواب سے مشکور فرما دینگے -
کیونکہ جس طرح اوستاد ہونے کی حیثیت
سے آپ کا مجھپر حق ہے ایسا شاگرد ہونے
کی حیثیت میں میرا آپ پر حق ہے کہ کوشش
کروں کہ جو دھوکے کی موٹی دیوار آپکے سامنے کھینچی
گئی ہے وہ اُٹھ جائے اور خدا کے راستباز بندہ کا چہرہ
آپکو نظر آوے باقی خیریت ہے والسلام

راقم
خاکسار [illegible] محمد حسین احمدی
از لاہور [illegible]

دیکھو بقیہ صفحہ تین پر لگے

مسٹر ڈکن صاحب کی تحقیقات شروع کرنے
سے پیشتر پولیس نے منشی صاحب کے خلاف
بعض لوگوں کے بیانات لکھے پھر ان بیانات کو صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہاتھ سے قلم بند کرایا - بعد ازاں
مسٹر ڈکن صاحب نے انہیں اشخاص کے بیانات
لکھے اور آخر الامر مسٹر برڈ صاحب کے روبرو منشی
غلام حیدر خان کی غیر حاضری میں چوتھی دفعہ بیانات
لکھے گئے - جس کا بیان ایک دفعہ لکھا گیا اس کو
پولیس نے یہ کہہ دیا کہ اگر اس بیان سے بدلا تو حلف
دروغی کے جرم کا مرتکب ہوا - جہاں مخالفت کا یہ
عالم ہو اور کارروائی ایسے بیقاعدہ طریق سے کی گئی
ہو وہاں رشوت ستانی کے الزامات کا ثابت ہونا کیا
بڑی بات تھی - سینکڑوں اشخاص گواہ بنائے
گئے - جعلی بہیات بنائی گئیں - بیانات کو تین تین
چار چار مرتبہ پختہ کیا گیا - غرضیکہ کوئی ممکن دقیقہ
الزامات کے متعلق ثبوت [illegible] اشتہارانہ
رکھا گیا - منشی غلام حیدر صاحب کی خوش قسمتی
سے مسٹر برڈ صاحب جیسا ایک [illegible]
[illegible]
[illegible] کے جملہ اشخاص کے بیانات چوتھی
مرتبہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
صاحب [illegible] اے - ایل ایل - بی وکیل چیف کورٹ
پنجاب کے سپرد کی گئی - استغاثہ کیطرف سے
مسٹر [illegible] صاحب اور منشی صاحب کیطرف سے
چودہری [illegible] صاحب پیروکار تھے - تقریباً ڈیڑھ ماہ تک
ان [illegible] کے متعلق شہادت ہوتی رہی -
وکیل ملزم نے گواہان استغاثہ پر ایسی باریک اور
منطقی جرح کی کہ ہر ایک بیان بناوٹی اور جھوٹا نظر
آنے لگا لیکن وکیل صاحب موصوف نے اس پر
ہی اکتفا نہ کی بلکہ انہوں نے مہتہ بھیم سین صاحب
انسپکٹر - مسٹر بائڈ صاحب - مسٹر ڈکن صاحب مسٹر [illegible]
صاحب کپتان [illegible] اور مسٹر کانے صاحب ڈپٹی کمشنر
اور دیگر مخالفین کو گواہان صفائی کے طور پر طلب کیا
اور اون سے اپنی جرح میں یہ ثابت کرا دیا کہ مقدمات
تمام جھوٹے اور بناوٹی ہیں اور کہ مہتہ بھیم سین صاحب
انسپکٹر اور اونکے ہم خیال احباب اور صاحب غرض
اشخاص اونکے بانی مبانی ہیں - ملزم کی خوش قسمتی
سے سرکاری وکیل نے مسٹر اگنیو صاحب بہادر ڈپٹی
کمشنر راولپنڈی کا بیان استغاثہ کی طرف سے بطور
گواہ کر دیا - صاحب موصوف کا بیان بذریعہ مسٹر میکن
صاحب ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی ملزم اور اس کے
وکیل کے مواجہہ میں کیا گیا - صاحب موصوف نے
انجیل کے حلف پر مہتہ بھیم سین صاحب کی شکایت
اور عداوت اور منشی غلام حیدر خان صاحب کی مظلوم پروری
اور رعایا کی حمایت کے کارنامے ایسی وضاحت
سے بیان کئے اُس کے بیان کے ملاحظہ کے بعد کسی
امر کا شک نہیں رہ سکتا کہ صاحب ممدوح نے بڑے
زور سے بیان فرمایا کہ غلام حیدر ہمیشہ غریب رعایا کا
حامی اور ظالم اور جابر اہلکاران اور دیگر اشخاص کا
ایسا مخالف رہا ہے کہ اوس پر ایسے ہزاروں مقدمات کا
کھڑا ہونا ذرا بھی تعجب کے قابل نہیں -

شہادت ختم ہونے کے بعد منشی صاحب کے
قابل وکیل یعنے چودہری شہاب الدین صاحب نے
مطول اور بسیط تقریر قریباً دو سو صفحہ حجم کی لکھکر
مسٹر برڈ صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کی - صاحب
موصوف نے بعد ملاحظہ تقریر منشی صاحب کو بری الذمہ
قرار دے کر اپنی رپورٹ اوپر بھیجدی - جب وہ رپورٹ
صاحب ڈپٹی کمشنر اور کمشنر بہادر کے ہاتھوں سے
گذر کر آنریبل مسٹر گارڈن واکر صاحب فنانشل کمشنر
پنجاب کے پاس پہنچی - تو صاحب ممدوح نے
نہایت [illegible] انصاف سے منشی صاحب کی بحالی کا
حکم صادر فرمایا اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ منشی صاحب
کی معطلی کا زمانہ ملازمت سرکاری میں شمار ہو اور
اونکو زمانہ معطلی کی پوری تنخواہ بھی دی جائے -
اور وہ فیروزپور میں تعینات کئے جائیں -

میں اس بے نظیر کامیابی پر منشی غلام حیدر خان
صاحب اور اُن کے فاضل وکیل چودہری شہاب الدین
صاحب کو ہر طرح سے مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہوں -
ع کام اچھا ہے وہی جسکا مآل اچھا ہے "
لیکن میں اسقدر جتلا دینا ضروری خیال کرتا ہوں -
کہ جس مقدمہ پر خود گورنمنٹ کا کئی ہزار روپیہ
صرف ہوا ہے - اور جسنے منشی صاحب اون کے
متعلقین اور احباب کو ایک سال سے زیادہ عرصہ
تک اسقدر غم رنج اور ذلت میں مبتلا رکھا ہے -
نیز جسنے منشی صاحب کو اکسٹرا اسسٹنٹ ہونے
سے اس قدر عرصہ تک محروم رکھا ہے - اور جسکی
پیروی میں منشی صاحب کے ہزاروں روپئے وکیل
اور گواہوں پر صرف ہو گئے ہیں اس مقدمہ کا
انجام صرف منشی صاحب کی بحالی پر نہیں ہونا
چاہئے - جن اشخاص نے یہ طومار اپنی خواہشات
کیوجہ سے کھڑا کیا تھا - ان پر گرفت نہ ہوئی اور
ان کو اپنے کئے کی پاداش نہ ملی تو انگریزی انصاف
پر ایک دھبہ ہے ہم امید ہے کہ گورنمنٹ زیر دفعہ
۱۸۱ تعزیرات ہند [illegible] طور پر مقدمہ کے بانیوں
اور جھوٹے گواہوں کا تدارک فرما کر اپنے افسران کو
آئندہ کے لئے ایسے بزدلانہ حملوں سے محفوظ کریگی
نیز اپنے بیجا مصارف کو آئندہ کے لئے بچائیگی - تو بالکل
حق بجانب ہوگی - اگر اسوقعہ پر گورنمنٹ نے ایسی صریح
اور صاف معاملہ میں کوئی نوٹس نہ لیا تو آئندہ ہر کہ ومہ
کا حوصلہ بہت بڑھ جائیگا یہ امر نہایت قابل غور ہے
کہ اگر منشی غلام حیدر صاحب مجرم ثابت ہوتے تو وہ
علاوہ اپنی ۲۲ سالہ ملازمت کھونے اور موقوف ہونیکے
شاید قانون فوجداری کی شکنجہ میں بھی کھینچے جاتے -
پس جب ایک فریق کیواسطے نتائج ایسے سنگین ہونے
ممکن تھے تو اسکی بریت کی صورت میں یہ بالکل قرین
انصاف ہے کہ دوسرا فریق بھی اپنے کئے کی سزا پائے -

الحکم اور وطن

قصہ مشہور ہے کہ ایک کبڑی سے کسی نے پوچھا کہ تو اپنی کمر
سیدھی چاہتی ہے یا اوروں کو کبڑا دیکھنا پسند کرتی ہے؟
کبڑی نے کہا میری دلی آرزو یہی ہے کہ سب کبڑے ہوں -
میں بھی انکو اپنی طرح دیکھوں - یہی حال قادیانی جماعت
کا ہے - انکی دلی خواہش رہتی ہے کہ جسطرح ہم پر نبی رسالت کی وجہ
سے فتویٰ کفر لگا ہے - اوروں پر بھی لگتا رہے - چنانچہ آجکل
ایڈیٹر وطن پر انہوں نے فتویٰ لگا کر شائع کیا ہے کہ یہ عیسائیوں
کی کتابیں اسلام کے خلاف بیچتا ہے ایسی فتویٰ بازیوں کے
تو ہم مخالف ہیں البتہ اسمیں شک نہیں کہ ایڈیٹر وطن کا
یہ فعل کسی طرح کسی دیندار دانا کی نظر میں مستحسن تو کیا جائز
بھی نہیں ہوگا - اس پر بڑھکر حیرانی ہے کہ جن ہمعصروں
نے ایڈیٹر وطن کے اس کام کو ناپسند کیا ہے انکی بابت
لکھا ہے کہ وطن کی ترقی پر انکو حسد آتا ہے (معاذ اللہ)
اوروں کی بابت تو ہم کہہ نہیں سکتے - خاکسار ایڈیٹر اہلحدیث سچے
دل سے کہتا ہے کہ وطن کی ترقی پر ہمکو حسد نہیں بلکہ خوشی اور
فخر ہے (وکفیٰ باللہ شہیدا) حالانکہ اسی مضمون کے
شروع میں ایڈیٹر وطن خود ہی لکھتا ہے کہ اعتراض کرنا
تو اقتضاء دوستی ہے مگر کسی کی نیت پر حملہ کرنے سے
بچنا چاہئے - اللہ اکبر ایک ہی پرچہ میں بلکہ ایک ہی
مضمون میں اپنے ہی کہے کے خلاف کہدینا جتلا رہا ہے
کہ ایڈیٹر وطن کو اپنی بات بھی یاد نہیں رہتی یا جو کچھ
لکھتے ہیں وہ دوسروں کیلئے ہوتا ہے - اپنے عمل کیلئے نہیں -
اسی طرح یہ بھی تعجب سے خالی نہیں کہ آپ لکھتے ہیں کہ گو
قرآن شریف میں عزیز و اقارب بلکہ خود اپنے نفس کے خلاف
بھی حق کہنے کی تاکید ہے - مگر مخالفین کے مقابلہ پر تو
عصبیت و حمایت رکھنے کا موکد حکم ہے - افسوس ہم
ہمیں تمام قرآن شریف میں یہ موکد حکم کہیں نہیں ملتا -
البتہ اسکے برخلاف ملتا ہے - کہ صحابہ سے غلطی ہوئی ماہ

قران السعدین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے حمد رب العالمین

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے

کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے
شریروں پر پڑے ان کے شرارے

ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے
نہ اُن سے رک سکے مقصد ہمارے

چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اما بعد

نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ یہ خبر فرحت افزا شایع کی جاتی ہے کہ ۲۰ ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ ہجری المقدس کو بعد نماز عصر پنجشنبہ کے دن حضرت صاحبزادہ **شریف احمد** سلمہ اللہ الاحد کے نکاح کی مبارک **تقریب** عمل میں آئی۔ یہ مبارک رشتہ میرے محسن و مخدوم جناب خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ کی دختر نیک اختر صاحبزادی **زینب بیگم** سے ہوا۔ اور ایک ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا۔ نکاح کی مسنون تقریب ادا کرنے کے لئے **دار البرکات** کا صحن تجویز ہوا تھا۔ جہاں دار الامان کی موجودہ جماعت حاضر ہوئی۔ اور حضرت حجۃ الاسلام امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں حضرت حکیم الامت نے خطبہ نکاح پڑھا اور اس طرح یہ مبارک تقریب ادا ہوئی۔ اس تقریب سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر فرد کو جو مسرت ہو سکتی ہے وہ ایک ظاہر امر ہے میں بہ حیثیت **خادم قوم** حضرت **حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** اور حضرت ام المومنین علیہا السلام کے حضور نہایت ادب سے

مبارکباد

عرض کرتا ہوں اور ایسا ہی صاحبزادہ کے واجب الاحترام نانا جان حضرت **میر ناصر نواب صاحب** سلمہ اللہ الوہاب اور اس معززہ محترمہ خاتون (جسے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے یہ شرف عطا فرمایا کہ وہ حضرت ام المومنین کی واجب الاحترام والدہ بنی اور حضرت مسیح موعود جیسا جلیل الشان انسان رشتہ میں اس کا بیٹا قرار پایا) کو صدق دل سے **مبارکباد** دیتا ہوں۔ اس تعلق اور رشتہ میں میرے مخدوم نواب صاحب سب سے زیادہ **مبارکباد** کے قابل ہیں کہ جنہوں نے عملی طور پر اپنی وفاداری اور ارادت و اخلاص کا وہ کامل نمونہ دکھایا جو انکی حیثیت کے لوگوں کو بہت کم ملتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابھی وہ کچھ دیکھا ہے جس کو ایک زمانہ کچھ عرصہ کے بعد دیکھنے والا ہے۔ حقیقت میں نواب صاحب پر یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ ان کی لخت جگر کے لئے وہ **شوہر** تجویز ہوا جو **جری اللہ فی حلل الانبیا** کا لخت جگر ہے اور جس کی رگوں میں **فاطمی** خون گردش کر رہا ہے اور اسی وجہ سے میں اس تعلق کو

قران السعدین

کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو ہر طرح اور ہر پہلو سے نہایت ہی **مبارک اور مسعود** بناوے۔ **آمین**۔ دنیا میں نکاح ہوتے ہیں امرا اور روساء کے بھی ہوتے ہیں بادشاہوں اور غربا کے بھی ہوتے ہیں مگر اس **نکاح** میں مجھے بہت سی خصوصیتیں نظر آتی ہیں۔ **اول** یہ کہ صاحبزادہ شریف احمد صاحب کا وجود ایک **آیت اللہ** ہے ان کی پیدائش کی خبر قبل از وقت اللہ تعالیٰ نے دی اور ایسے وقت دی جب کہ عبدالحق غزنوی سے مباہلہ ہو چکا تھا اور اس نے بھی اپنے ہاں اولاد پیدا ہونے کی پیشگوئی کی تھی چنانچہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو انوار الاسلام کے صفحہ ۳۹ کے حاشیہ پر حضرت اقدس نے یہ الہام شایع کیا **انا نبشرک بغلام** یعنی ہم تجھکو ایک لڑکا پیدا ہونے کی خوش خبری دیتے ہیں۔ اور یہ رسالہ پانچ ہزار کے قریب شایع ہوا۔ اور جب خوب اشاعت ہو چکی تو ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء مطابق ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۱۲ ہجری کو یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور صاحبزادہ صاحب کی ولادت باسعادت ہوئی اور **شریف احمد** نام رکھا گیا۔ اور ضیاء الحق کے سرورق پر اسے شایع کر دیا گیا۔

پھر ایک **خصوصیت** اور یہ ہے **نواب صاحب** کے مورث اعلیٰ ایک باخدا بزرگ تھے جن کا نام حضرت **شیخ صدر جہان** (رحمۃ اللہ علیہ) تھا۔ جو بہلول لودھی کے دوران سلطنت میں اسی ملک میں آئے اور بادشاہ وقت نے ان کے زہد و اتقا کو دیکھ کر اپنے حسن اعتقاد کی وجہ سے انہیں اپنی **لڑکی** دیدی اسی طرح پر نواب صاحب نے محض خدا تعالیٰ کی رضا کو اس موقع پر مقدم کیا اور اسی طرح پر شیخ صدر جہان ایسے باخدا بزرگ کی پوتی مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے کے نکاح میں آئی جو میرا یقین ہے کہ بزرگ موصوف کی روحانیت کا خاص اقتضا اور ان کے اپنے زمانہ کی دعاؤں کا اثر ہوگا جو حضرت مسیح موعود کے کمالات کشفی رنگ میں دیکھ کر ایسے پیوند کے لئے کرتے ہونگے۔ اور پھر جب صاحبزادہ شریف احمد صاحب کے ننہال کی طرف نظر کرتے ہیں تو وہ حضرت **خواجہ میر درد** صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا باخدا خاندان ہے اس طرح پر یہ تعلق جس پہلو سے دیکھا جاوے مقدسوں اور **راستبازوں** کے خون کا اجتماع ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تعلق کے مبارک اور مثمر بہ ثمرات ہونیکی بڑی بڑی امیدیں ہیں۔ یہ امیدیں یقین کے رنگ میں ہو جاتی ہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے اس سلسلے کو دیکھتے ہیں جو حضور نے آمین میں **اولاد** کے لئے کی ہیں۔ بنظر بہ حالات تمام میں ایک بار پھر **نواب** صاحب قبلہ کو صدق دل سے **مبارکباد** دیتا ہوں کہ ان کی خوش قسمت اور بیدار بخت صاحبزادی کو قابل ناز **شوہر** ملا ہے اور یہ خدا کا فضل ہے۔ وہ عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہت ہی **مبارک کرے** (آمین)

ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

ڈپٹی سر الماحمد کے مجوزہ اسلامی بنک پر اسلامی رائے اور ان کے مغالطات پر اسلامیون کو اطلاع

گذشتہ سے پیوستہ

ڈپٹی صاحب کہتے ہیں کہ مشترک کارخانہ مین بعض لوگ بری طرح فیل ہوئے ہیں ان میں شرارت و بے ایمانی ہوتی ہے۔ خاکسار کہتا ہے کہ ایسی شرارت و بے ایمانی بنکون مین بھی ہوسکتی ہے۔

ڈپٹی صاحب کہتے ہین کہ بنکون اور لمٹیڈ کمپنیون کی رجسٹری کرائی جاوے تو سرکار ان کی نگران ہوتی ہے کوئی بے ایمانی کرے تو فوراً گرفتار ہوتا ہے خاکسار کہتا ہے۔ وہ رجسٹری بنکون سے مخصوص نہین۔ تجارتی کمپنیاں شرکت و مضاربت کی بھی لمٹیڈ اور رجسٹرڈ ہوسکتی غرض جو احتیاط اور صورت طمانیت بنکون میں روپیہ ضائع نہ ہونے کے لئے ہوسکتی ہے۔ وہی تجارتی کمپنیوں اور کمپنیون مین بھی ہوسکتی ہے۔ پھر کیون ڈپٹی صاحب اور ان کے دوست مددگار مسلمانو کے ایمان کا خون کرتے ہین اور ان کو اتفاقی حرام میں مبتلا کرتے ہیں اور بجائے بنک سودی تجارت کے واسطے سرمایہ جمع کرکے شرکت و مضاربت کی صورت مین تجارت کیون جاری نہین کرتے جس مین سود کی نسبت فائدہ زیادہ ہے اور ایمان کا نقصان ذرا بھی نہین ہے ڈپٹی صاحب پر یہ بات بھی مخفی نہ ہوگی کہ بڑے بڑے مشہور اور نامی بنک د دالہ بھی نکالدیا کرتے ہین جس پر گورنمنٹ بھی کچھ نہین کرسکتی۔ اس صورت مین بنکون کو نیشنل شاکس دیجئے وہ روپیہ جو قوم اکٹھا کرکے تجارت یا کسی کارخانہ مین لگانا چاہئے) پر کوئی ترجیح نہین کارکنوں کی بددیانتی یا تجربہ کاری دونوں صورتون مین مساوی نقصان پہنچاتی ہے اور ان کی دیانت اور تجربہ کاری دونون مین یکسان فائدہ۔

چوتھی بات بھی محض اس لئے غلط ہے کہ جو لوگ سودی مال کہاتے ہین وہ مفت خوری کی عادت سے محض نکمے ہو جاتے ہین جب ان کو صرف ایک بنک سے (جس کا سرمایہ بقول آپ کے (صفحہ ۳ کالم ۲ سطر ۲۳ اخبار وطن) دو لاکھ روپیہ ہوگا اور ۷۰ لاکھ روپیہ لوگون کا امانت اس مین رہے گا۔ بجسب وعدہ آپ کے (صفحہ مذکور سطر ۳۰) بائیس ہزار سے زیادہ حصہ دارون کو اور دو لاکھ ۲۴ ہزار روپیہ امانت والون کو منافع ملیگا تو پھر وہ لوگ کاہیکو کوئی اور دنیاوی کام وشغل کرین گے اور کیون ساہوکار مہاجنون کی طرح بیٹھے بیٹھے پیٹ اور توندین نہ بڑھائین گے اور اس مفت خوری سے اندام تن (جس کو پنجابی زبان مین ہڈحرام کہتے ہین) نہ ہو جائین گے۔ اس بات کا اعتراف آپ کے پیرو مرشد اور اسلام مین مجوزین سود کے بابا آدم سرسید نے بھی تہذیب الاخلاق جلد اول صفحہ ۳۰ مین کیا اور کہا ہے۔ کہ ربا درحقیقت ایک بہت بری چیز ہے اور انسانی اخلاق اور تمدن کے لئے بعض حالتون مین نہایت ہی مضر ہے۔ ربا جب کہ ایک پیشہ کرلیا جاتا ہے (جیسے کہ سود خوار رہتی اور مہاجن بطور پیشہ کے اس کو برتتے ہین (ڈپٹی صاحب اس کو بھی غور سے پڑہین۔ حصہ دار و امانت رکہنے والے بنک کے مہاجن نہین تو اور کون بنین گے) تو تمدن کے لئے نہایت ہی مضر ہوتا ہے۔ ذی مقدور شخص روپیہ کو ملک کی ترقی اور تجارت کی افزونی مین صرف نہین کرتا (ڈپٹی صاحب اس کو بھی غور سے پڑہین ملک کی ترقی اور تجارت کی افزونی مین روپیہ خرچ کرنے کی وہی صورت ہے جو خاکسار نے عرض کی کہ اس روپیہ کو تجارت پر لگا دین یا اس سے کوئی کارخانہ صنعت جاری کرین۔ صرف سود پر روپیہ چلانا مہاجنی کام ہے بلکہ صرف اپنے ہی ملک کے لوگون سے ان کا مال لینے مین صرف کرتا ہے یہ بھی ڈپٹی صاحب کے غور و توجہ کے لائق ہے۔ اسی غرض سے حصہ دار اور امانت رکہنے والے روپیہ بنک مین کرتے ہین کہ سود ہم کو آوے جو روپیہ وہ سود پر دیتے ہین اس کو خواہ سود پر لینے والے رنڈی بازی مین لگا دیں یا حصول مصارف شادی مین صرف کرین یا تجارۃ مین لگادیں۔ مردہ دوزخ کو جائے خواہ بہشت کو ان کو حلوے مانڈے سے کام ہوتا ہے وہ اپنی محنت اور مشقت سے معیشت پیدا کرنے مین بالکل سست ہو جاتا ہے اور لوگوں نے جو محنت اور مشقت سے کمایا ہے اس کے لے لینے پر راغب ہوتا ہے (یہ فقرہ ہماری بیان کا صاف اور صریح طور پر مصدق ہے۔ جس کو مفت مال ملے وہ کب کسی کام کے لئے مشقت اٹھاتا ہے اس کا کام صرف بیٹھے رہنا یا لیٹ رہنا اور توند بڑھانا ہوتا ہے۔ جیسے کہ ساہوکارون مہاجنوں کا حال مشاہدہ میں آتا ہے۔

ڈپٹی صاحب کا بنک جاری ہوا تو اس کے حصہ دارول اور امانت رکھنے والوں میں سے اپنے دوستون کو پہلے وزن کر لین گے۔ پھر ایک سال کے بعد ان کو وزن کرکے بتاوین گے کہ اس مفت خوری نے ان کی توندون کو کس قدر بڑھایا ہے اس کے مال و دولت سے کوئی صنعت یا کوئی ایسا کارخانہ جس سے لوگوں کو معیشت مین مدد پہنچے اور ملک کی دولت کو ترقی ہو نہین قائم ہوتا (اس فقرہ کے سمجھنے مین شاید ڈپٹی صاحب دھوکا کہائیں اور یہ کہین کہ لوگ بنک سے سودی روپیہ لے کر اس سے کوئی صنعت یا کارخانہ قائم کرین گے۔ تو گویا انہین بنکرون کا روپیہ ترقی صنعت مین کام آئے گا۔ کہ وہ اس کا سود دے کر اپنا روپیہ اور توندین بڑھائین گے۔ جو روپیہ ترقی صنعت کے کام مین آئے گا۔ وہ ان کا نہ ہوگا بلکہ ان کے مظلوم قرضدارون کا ہوگا۔ جو سود بھر کر صنعت مین لگائین گے ان کے روپیہ کا صنعت مین کام آنا تب متصور ہو۔ جب کہ اس روپیہ کو وہ خود صنعت کے کارخانون مین لگا دین اور اس کا سود نہ لین) بجز اس کے کہ غریبون سے ان کی محنت و مشقت کے حاصلات چھین لینے کا ان کو قابو ملتا ہے اور کچھ مشتبہ نہین کہ ایسا ربوا تمدن و اخلاق کے برخلاف ہے۔

لیجئے ڈپٹی صاحب آپ کے ہادی و پیشوا کے قرآن (تہذیب الاخلاق) کو اس کی تفسیر اپنی طرف سے کرکے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ سودی بنک ہونے سے حصہ دار و امانت رکہنے والے بہت نکمے اور سست ہوجائین گے۔ اب آپ خدا سے نہیں تو سید ہی کی روح سے ڈرین اور سودی بنک جاری کرنے کے خیال کو دل سے نکالکر اپنے روپیہ اور دولت مند دوستون کے لاکھوں (یا بقول آپ کے اربوں) روپیہ کو تجارت مین لگا دین جمہوری تجارت کہولین اور اس میں مالدارون کا روپیہ بطور شرکت یا مضاربت جمع کراوین یا صنعتی کارخانے جاری کرین اور اس کے منافع سے مشترک حصے مسلمانون کو دلاوین۔ اگر آپ اپنی بیالی حالت کی کشمش سے اپنے ہندو بھائیون ہی کی تقلید پسند کرتے تو فیکٹریان کارخانے کہولنے مین کیون ہندوون کی تقلید نہین کرتے۔ آپ اپنے اس خیال کو بھی دماغ سے نکالدین۔ کہ سودی بنک کے بغیر تجارت کا کام نہین چلتا۔ یہ خیال ایسا ہی غلط ہے۔ جیسے کہ لوگ کہا کرتے ہین کہ جہوٹھ کے سوا تجارت اور دوکان کا کام نہین چلتا اگر اس مقولہ اور خیال کی تقلید سے آپ سود کو جایز کرتے ہین تو پھر کیا اس دوسرے مقولہ کی تقلید سے جہوٹھ کو جایز کرین گے۔ ہم نے بحق دوستی قدیم آپ کو حق کہدیا اور پورا ابلاغ کر دیا۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ مانین خواہ نہ مانین۔ پس

من آنچہ شرط بلاغ است با تو بنوشتم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

(نمقہ ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ)

جنازہ غائب

منشی اکبر شاہ خان نجیب آبادی کی ہمشیرہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ناظرین الحکم جنازہ غائب پڑھ دین۔ اللہ تعالے مرحومہ کو بہشت مین داخل فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

وصیت

(۱) میں مستمی عبدالرحیم ولد خیرالدین قوم ارائیں ساکن ... ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ... مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان دارالامان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات اور ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میرے پاس اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے جسپر میرا مالکانہ قبضہ ہو ہاں میری تنخواہ مبلغ ... روپیہ ماہوار ہے میں انشاء اللہ تعالےٰ اس کا دسواں حصہ یعنے مبلغ ... ماہوار مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے سپرد کرتا رہونگا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد کوئی جائداد میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد کے متعلق میری یہ وصیت ہے کہ اس کا آٹھواں حصہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری باقی جائداد سے الگ کرنے سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ یا اسمیں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرے۔ یا فروخت نکرے تو اس وصیت ... جائداد سے مفاد اٹھا کر انجمن مذکور کو پورا کرنے ... انجمن مذکور ... اس وصیت ... جائداد کی مالک متصور ہوگی ... وصیت ... وارث ... وہ ... میری ... جائداد ... کوئی تعلق نہیں مگر میری وصیت کردہ جائداد کی قیمت بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں یا آیندہ شائع ہوں گے دارالامان قادیان میں پہنچاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی میری جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دونگا۔ جس کا اعلان میں مجلس مذکور کی طرف سے کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصل خرچ سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو اسصورت میں بھی میری وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دیوے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں .... جمع کرا چکا ہوں۔ یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے ہوں اسکو کبھی وصول کرنے اور خرچ کرنیکا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔

[illegible]

قادیان دارالامان ۔ ۴۔ مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد ـــــــــــ
شیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام
قادیان ۔ ۴۔ مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد ـــــــــــ
محمد سرور شاہ مدرس عربی تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان و سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس قادیان

اعانت الحکم

پچھلے دنوں منی پور کی جماعت نے دس روپیہ ایڈیٹر الحکم کے لئے بھیجے تھے اور بینے دس روپیہ سے نہایت ہی کم شرح پر چند اخبار جاری کر دینے تجویز کر دئے تھے۔ اب الحکم کے دو اور مربیوں نے دس روپیہ بھیجے ہیں ایک ان میں سے چودھری عبدالعزیز صاحب نائب تحصیلدار ہیں اور دوسرے بابو زین الدین ابراہیم انجینیر بمبئے ہیں جنہوں نے علے التواتر پانچ پانچ روپیہ بطور اعانت ارسال کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر دو صاحبان کو اس نیک تحریک کی جزائے خیر دے آمین ۔ میں ان کی اعانت کو بھی زیادہ مفید اور موثر بنانے کے لئے یہہ تجویز کرتا ہوں کہ جو کہ جو بھائی عام ادنی ترین شرح پر بھی الحکم نہیں خرید سکتے انہیں صرف عہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنے پر ایک سال تک الحکم دیا جاویگا۔ اور اس طرح پر دس بھائی فائدہ اٹھا سکینگے۔ اور اگر یہہ سلسلہ اس طرح پر جاری رہا تو اور بھائی مستفید ہوتے رہیں گے۔

میرا سفر بمبئی

مین اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے کچھ ایسی فطرت عطا فرمائی ہے کہ مین کسی چیز کو دیکھ کر اسے وہین چھوڑ دینے کا عادی نہیں بلکہ میں اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کا عادی ہوں اور اس طرح پر تعداد بصارت کو میں دماغی سلسلہ مین لے جا کر وسیع کر لیا کرتا ہوں۔ یہی وجہ ہے جو ایسے واقعات کو مین ایک سلسلہ خیالات مین ... کا ملزم سمجھا گیا ہوں۔ اسلئے مین اپنے سفر بمبئی پر کچھ لکھنا نہیں چاہتا مختصر لکھوں تو میری ... بہت کم ... ہوتی طولانی لکھوں تو بعض احباب اکتا جاتے ہیں۔ میرے سفر کی غرض افریقہ سے آنے والے ... کو لانا تھا اس لئے ۱۱۔ نومبر کو اس کے ... کے خط پہنچنے پر بمبئی کو بیٹے میل میں روانہ ہوا۔ اور ... باغوں اور پہاڑیوں کو چیرتا ہوا اور ہندوستان کے بہت بڑے حصے کے قدرتی نظاروں کو دیکھتا ہوا ۱۳۔ نومبر کو ایک بجے بمبئی پہونچا۔ اور اپنے محترم بھائی سیٹھ اسماعیل آدم کے ہاں قیام کیا۔ سیٹھ صاحب نے جس اخلاص اور محبت سے میری مہمانداری کی اللہ تعالیٰ اس کی جزا انہیں دے۔ بمبئی جیسے شہر مین جو ازبس مصروفیت کا شہر ہے چند منٹ بھی نہایت ہی قیمتی سمجھے گئے ہیں اور فی الواقع قیمتی ہیں مگر انہوں نے محض خدا کے لئے میرے ساتھ اپنے تین دن خرچ کئے۔ ایسا ہی میں بابو زین الدین صاحب سے مل کر بہت خوش ہوا۔ وہ باوجود ایک معزز عہدار ہونے کے نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ پھر سیٹھ صاحب کی مدد سے بمبئی میں ایک مخفی جماعت احمدیہ کا پتہ مل گیا جو دس پندرہ آدمیوں کا ایک مجمع ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی مستعد آدمی سعی کرے تو بمبئی میں شاید بہت لوگ اس سلک کے مین گے مگر ہر چیز اپنے وقت پر موقوف ہے سیٹھ اسماعیل آدم اسی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔ غرض بمبئی میں کیا دیکھا لمبی داستان ہے۔

خلاصہ یہہ کہ بمبئی میں اپنے سید و مولا امام کے ان عاشق زار غلاموں کو دیکھا جنہوں نے باوجود ازبس مصروفیت کے مجھے ہر طرح شکر گزاری کا موقع دیا اس قدر دور دراز اور مصروف شہر میں اپنے بھائیوں کے لئے محبت کا ایسا جوش ایک صادق کے خادم کے سوا کہاں مل سکتا ہے۔ وہ لڑکا جس کے لئے مین گیا تھا افسوس ہے بمبئی نہیں پہونچ سکا۔ اس لئے مجھے واپس آنا پڑا۔ اور میں عید سے ایک دن پہلے قادیان پہونچ گیا۔ محمد لعل علی خلک

ضروری اطلاع

مین برابر دو تین ہفتہ سے شائع کر رہا ہوں کہ الحکم کا مالی سال دسمبر سے شروع ہوتا ہے اسلئے خریداران الحکم مطلع رہیں۔ کہ حسب معمول ۱۰۔ دسمبر ۱۹۰۶ء کا الحکم سالانہ قیمتوں وصول کرنے کیلئے وی پی ارسال ہوگا۔ جو خریدار اسوقت وی پی کسی وجہ سے وصول نہیں کر سکتے ہیں۔ انکو چاہئے کہ وہ دفتر میں اطلاع دیں۔ کہ انکے نام وی پی نہ کیا جاوے تاکہ مطبع واپسی وی پی کی زیر باری سے محفوظ رہے۔ جو خریدار اطلاع نہیں دینگے۔ ان سے مطبع کو ہر وقت اختیار ...

فتح محمد

انبیائے ہنود

حیدرآباد دکن سے ایک رسالہ صحیفہ نام جو اس سے قبل کچھ عرصہ نکلکر بند ہو گیا تھا۔ اب پھر دوبارہ اس کا اجرا ہوا ہے اس کے سلسلہ جدید کے پہلے ہی نمبر مین ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان سے لکھا گیا ہے۔ جسے مین ذیل مین درج کرتا ہون امید ہے کہ یہ مضمون ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائینگے۔ ایڈیٹر الحکم۔

فلسفہ الٰہیہ کا مسلم مسئلہ ہے کہ واجب تعالیٰ تنزہ۔ تجرد اور صفائی کے اُن مراتب عالیہ مین ہے۔ جن کا ادراک کرنے سے عقل انسانی بالکل عاجز و قاصر ہے اور ہم ممکنات سراپا غواشی ظلمات و حجاب ہیولیٰ مین مستور و مغشی ہین نیز یہ امر ثابت و متحقق ہے کہ واجب تعالیٰ مرید اشیاء اور مدبر اور موثر عالم ہے۔ کافہ بلاد و جمیع عباد کی تدبیر و انتظام اور نظم و نسق اسی کے ارادہ و مشیت سے ہے اور تمام بندون کی بھلائی برائی ہدایت و ضلالت اسی کے دست اختیار۔ اس کو تمام عالم اور تمام عالم کو اس کے ساتھ ایک قسم کا خاص علاقہ و ربط و ارتباط ہے جو موثر و متاثر مین شرط ہے چونکہ وہ نہایت لطافت اور عالم نہایت کثافت مین ہے لہٰذا ضرورت ہی کہ جاعل اور مجعول یا خالق اور مخلوق کے درمیان ایک ایسا واسطہ و ربط یا برزخ ہو جو ایک طرف تو تنزہ اور صفائی کے لحاظ سے مبدء عالیہ سے اتصال رکھتا ہے اور دوسری طرف ظلمت و مادیت کے اعتبار ملحق بہ مادیات ہو۔ اس برزخ اور اسی واسطہ و رابطہ کا نام اصطلاح شرع "نبی یا رسول" رکھا جاتا ہے

جب یہ امر مسلم ہو چکا ہو تو اب یہ بات معرض بحث مین آسکتی ہے۔ یہ ہے کہ تبلیغ کے بدون بھی کوئی امت قابل تعذیب ہو سکتی ہے یا نہین تو یعنی ملک و کسی قوم مین جب خدا کی جانب سے کوئی نبی اور کوئی رسول ہی نہین بھیجا گیا تو آیا وہ قوم مستوجب عذاب الٰہی و عقاب ایزدی قرار دی جا سکتی ہے۔ یا نہین یہ بات بالکل خلاف عقل ہے۔ نیز مناسب عدل و ملائم انصاف بھی نہین کہ تبلیغ رسالت اور اتمام حجت کے بغیر کسی گروہ کو مستوجب عذاب مستحق عقاب سمجھ لیا جاوے۔ عادل حقیقی کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ تبلیغ رسالت کے بغیر اپنے بندون کو جہنم مین جھونک دیگا سراسر مسلمانون کے ایمان و عقاید سے منافی ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے صریحاً ارشاد فرمایا ہے۔ ان اللہ لیس بظلام للعبید۔ یعنے خدائے تعالیٰ اپنے بندون پر ہرگز ظلم کرنے والا نہین ہے۔ اسی لئے علم کلام مین یہ مسئلہ مسلم و محقق ہے کہ قبل دعوت کوئی امت معذب نہین ہوتی اسی واسطے پہاڑوں کے دامن اور غارون مین رہنے والے جن کو دعوت نہ پہنچی۔ وہ معذب نہ ہونگے۔

جب یہ مقدمہ بھی ثابت ہو گیا تو اب دیکھنا یہ ہے کہ کوئی قوم اور کوئی ملک بغیر نبی اور بغیر رسول کے خالی رہ سکتا ہے یا ہر قوم اور ہر ملک کے لئے کسی نہ کسی رہنما اور ہادی کی ضرورت ہے ہم قرآن مجید خود اس سوال کا نہایت واضح طور پر جواب دیتا ہے۔

ولکل امۃ رسول

ہر ہر قوم کے لئے رسول ہے

وما من قریۃ الا خلا فیہا نذیر

کوئی گاؤن ایسا نہین ہے جس مین کوئی نذیر یعنے نبی نہ گیا ہو۔

ظاہر ہے کہ جب کوئی قوم اور کوئی قریہ تک رسول اور نذیر سے خالی نہ چھوڑا تو ہنود کی کثیر التعداد قومین اور ہندوستان کی ہی وسیع قلمرو کیونکر نذیر سے خالی رہ سکتی ہے۔ قرآن مجید مین ایک موقعہ پر ارشاد ہوا ہے۔

منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک۔ انبیا مین سے بعض ایسے ہین جن کا قصہ ہمنے تجھ سے بیان کیا اور بعض ایسے ہین جن کا قصہ ہم نے تجھ سے بیان نہین کیا۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ بہتیرے نبی ایسے ہین جن کا حال ہم کو معلوم نہین۔ خدا تعالےٰ ہی بخوبی جانتا ہے۔ لہٰذا ان بزرگوں کی نسبت جن کے ارشادات اور جن کی تعلیم و ہدایت ایک خاص حد تک مفید قوم اور مصلح ملک ثابت ہوئی ہو یہ خیال کرنا کہ وہ خدا کی جانب سے بھیجے گئے ہین اور نبی یا پیغمبر کہے جا سکتے ہین۔ کوئی نامناسب بات نہ ہوگی دیگر ممالک مین بعض ایسے بزرگوار باخدا پائے جاتے ہین۔ جن کی نبوت یا رسالت کے متعلق کتاب آلٰہی تو ساکت و صامت ہے لیکن ان کی تلقین ان کا رفارم و تبلیغات۔ اور ان کے سوانح زندگی بتلاتے ہین کہ انہین نبی یا پیغمبر کہنا نازیبا نہ ہوگا۔

ہندوستان مین رامچندر جی۔ لچھمن جی کرشن جی۔ وغیرہ اوتار ہنود ایسے بزرگوار ہین۔ جن کی تلقین و رہنمائی اور فلسفیانہ و خداپرستانہ زندگی ان کو نبی اور رسول کہلانے مین پس و پیش نہین کرتی ہے۔ اسی طرح ایران مین جناب زردشت کو بھی پیغمبر کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلیم نفس و نور حاصل کی تھی۔ علیٰ ہذا القیاس چین اور دیگر ممالک بعیدہ مین انبیاء کے وجود سے انکار نہین کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس کا انکار ایک ایسی سخت اور فحش غلطی ہوگی جس پر آیات قرآنی شاہد ہیں

علمائے عظام اسلام اور صوفیہ کرام عالی مقام مثلاً مرزا مظہر جانجانان حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی تحریرات مین یہ امر نہایت مدلل طور پر مسطور و مذکور ہے کہ رامچندر جی۔ لچھمن جی۔ کرشن جی وغیرہ اوتار ہنود۔ غالباً انبیائے مبعوثین میں سے ہیں۔ مرور دہور سے لوگوں نے ان کے حالات و روایات مین خلط ملط کر دیا ہے ان حضرات کا ملخص استدلال وہی وہ قرآنی آتیں ہین۔ جن کو ہمنے اوپر نقل کیا ہے۔ اور اب دوبارہ درج کرنے کی حاجت نہین۔

علاوہ اس کے بعض اہل کشف و شہود۔ مثل حضرت سید عبد الرزاق بانسوی مجدد الف ثانی وغیرہ کے اس بات کے قائل ہیں۔ کہ سرزمین ہند مین انوار نبوت نظر آتے تھے۔ جیسا کہ مشہور ہے۔ کہ اجودھیا مین حضرت شیث کی قبر ہے۔ جس کو ہندو رام جی کا ساداہ بتاتے ہین۔ اور یہ تو مسلم ہے کہ ورود آدم علیہ السلام لنکا مین ہوا ہے۔ جو مہبط و قدمگاہ حضرت ابو البشر ہونے کی وجہ سے آج تک بارگاہ مسلمین و ہنود رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا اور چونکہ روایتون مین یہ وارد و ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام کی جبین مبارک مین ودیعت تھا۔ اس لئے ظہور نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اولاً ہند ہی مین ہوا ہے۔

غرض مذکورۂ بالا اوتار ہنود منجملہ ارباب نفوس زاکیہ و عقول عالیہ و محسوبین علی الانبیاء ہین۔ اور اس بنا پر مسلمانون کو ضروری ہے کہ انہین وقعت اور عزت کی نظر سے دیکھین اور ان کا نام بے ادبی سے نہ لین کہ قرآنی ہدایت و تعلیم ہم کو یہ ادب سکھاتی ہے کہ ہم مشرکین کے بتون کو بھی برا نہ کہین کہ وہ اس وجہ سے خدا کو برا بھلا کہین گے اور ہم بالعرض و بالواسطہ اس برائی و خرابی کے باعث و موجب ہونگے

حضرت مرزا مظہر جانجانان ہنود کی بابت اہل شرک ہونے کے قائل نہیں ہین۔ بلکہ ان کو اہل توحید بتاتے ہین اور بتون کی پرستش کو۔ مثل تصور شیخ اہل تصوف کے خیال کرتے ہین۔

محمد عبد القیوم

اطلاع متعلق آمدنی مجلس کارپرداز مصالح قبرستان

ازدفتر جنرل سکرٹری مجلس مذکور

متعلق آمدنی مجلس کارپرداز بہت لوگ اس طرح سے روپیہ بھیجتے ہین جیسا کہ مدارس مین بھیجتے ہین یعنی ان کی طرف سے کوئی تفصیل نہین ہوتی کہ آیا یہ روپیہ چندہ تعمیر مقبرہ بہشتی ہے یا وصیت کے مطابق حصہ جائیداد ہے یا عطیہ ہے بلکہ بعض جگہ کی جماعتین کچھ روپیہ بھیج دیتی ہین اور صرف رقم مقبرہ بہشتی لکھ دیتے ہین اور کوئی تفصیل نہین لکھتے ہین کہ یہ کس قسم کا ہے بعض لوگوں کی وصیتین ہوتی ہین مگر روپیہ بھیجتے وقت یہ نہین لکھتے کہ یہ وصیت کا روپیہ ہے یا چندہ وغیرہ اسواسطے تمام جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آیندہ جو رقوم بہشتی مقبرہ کے متعلق بھیجین انہین ضروری طور پر تشریح کوپن منی آرڈر یا علیحدہ مندرج ہو کہ یہ روپیہ چندہ تعمیر مقبرہ ہے یا کوئی شخص وصیت کا روپیہ بھیجتا ہے یا کسی کا عطیہ ہے جس سے یہ معلوم ہو جاوے

وصیت

میں مسمی عبدالرحیم ولد خیرالدین قوم ارائیں ساکن [illegible] ضلع [illegible] بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضا مندی سے آج بتاریخ [illegible] مارچ ١٩٠٦ء حسب ذیل وصیت کرتا ہون اور لکھ دیتا ہون کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہون کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہون اور ان کا مرید اور پیرو ہون۔

(۳) میں اقرار کرتا ہون کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ١٩٠٥ء شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ اور ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہون [illegible] ان تمام ہدایات اور [illegible] قواعد کا پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی منظور کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان دارالامان کے متعلق یا دیگر امور انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگے میں ان تمام کا اور [illegible] میرے [illegible] بعد ان تمام ہدایات اور [illegible] و قواعد و [illegible] مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میرے پاس اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے جسپر میرا مالکانہ قبضہ ہو۔ ہان میری تنخواہ مبلغ [illegible] روپیہ ماہوار ہے جس [illegible] انشا اللہ تعالے اس کا دسوان حصہ یعنے مبلغ [illegible] ماہوار مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے سپرد کرتا رہونگا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہون۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد کوئی جائداد میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد کے متعلق میری یہ وصیت ہے کہ اس کا آٹھوان حصہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری باقی جائداد سے الگ کر لینے سے مفاد اشاعت اغراض انجمن کو پورا کرلے۔ یا اسمین شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرے۔ یا فروخت نکرے تو اس وصیت [illegible] انجمن مذکور [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کوئی تعلق [illegible] انجمن مذکور [illegible]

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہون کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت [illegible] اگر میں قادیان میں فوت نہ ہون تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو شایع ہو چکے ہیں یا آیندہ شایع ہون گے دارالامان قادیان میں پہنچا دے اور وہان مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہان دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہون ان اخراجات کی میری جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دون گا۔ جس کا اعلان میں مجلس مذکور کی طرف سے کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم [illegible] زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر [illegible] رقم ادا کردہ اصل خرچ سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی [illegible] ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت [illegible] سمجھینگے

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہون کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغا لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو اسصورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے [illegible] مجلس کارپرداز مصالح قبرستان [illegible] میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کہیں اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات [illegible] انتقال نعش [illegible] . . . . جمع کرا چکا ہون ۔ یا میری جائداد متروکہ سے [illegible]

[illegible]

قادیان [illegible] مارچ ١٩٠٦ء

گواہ شد

[illegible] مدرسہ تعلیم الاسلام

قادیان ۔ ۔ مارچ ١٩٠٦ء

گواہ شد

محمد سرور شاہ مدرس عربی تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان و سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس قادیان

اعانت الحکم

پچھلے دنون منی پور کی جماعت نے دس روپیہ ایڈیٹر الحکم کے لئے بھیجے تھے اور میں نے دس روپیہ سے نہایت ہی کم شرح پر چند اخبار جاری کر دینے تجویز کر دئے تھے۔ اب الحکم کے دو اور مربیون نے دس روپیہ بھیجے ہین ایک انمین سے چودھری عبدالعزیز صاحب نائب تحصیلدار ہین اور دوسرے بابو زین الدین ابراہیم انجینر بمبئی ہین جنھون نے علے التواتر پانچ پانچ روپیہ بطور اعانت ارسال کئے ہین۔

اللہ تعالی ہر دو صاحبان کو اس نیک تحریک کی جزائے خیر دے آمین۔ میں ان کی اعانت کو بھی زیادہ مفید اور موثر بنانے کے لئے یہہ تجویز کرتا ہون کہ جو کہ جو بھائی عہ ادنی ترین شرح پر بھی الحکم نہین خرید سکتے انہین صرف ۱۲عہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنے پر ایک سال تک الحکم دیا جاویگا۔

اور اس طرح پر دس بھائی فایدہ اٹھا سکین گے۔ اور اگر یہہ سلسلہ اس طرح پر جاری رہا تو اور بھائی مستفید ہوتے رہین گے۔

میرا سفر بمبئی

مین اللہ تعالی کا شکر کرتا ہون کہ اس نے مجھے کچھ ایسی فطرت عطا فرمائی ہے کہ میں کسی چیز کو دیکھ کر اسے دہین چھوڑ دینے کا عادی نہیں بلکہ میں اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کا عادی ہون اور اس [illegible] دماغی سلسلہ میں لے جا کر [illegible] کرتا ہون یہی وجہ ہے [illegible] سلسلہ خیالات میں [illegible] ہون اسلئے میں اپنے سفر [illegible] مختصر لکھون تو میری [illegible] ہون تو [illegible] جناب

[illegible] بمبئی کی [illegible] اشراق [illegible] ۱۵ نومبر کو [illegible] کے خط پر نچنیہ پہنچی کو بیٹے [illegible] [illegible] اور [illegible] پہاڑون کو چیرتا ہوا اور ہندوستان کے بہت بڑے حصہ کے قدرتی نظارون کو دیکھتا ہوا ۱۷ نومبر کو ایک بجے بمبئی پہونچا۔ اور اپنے مخترم بھائی سیٹھ اسماعیل آدم کے ہان قیام کیا۔ سیٹھ صاحب نے جس اخلاص اور محبت سے میری مہانداری کی اللہ تعالی اس کی جزا انہین دے۔ بمبئی جیسے شہر میں جو ازبس مصروفیت کا شہر ہے چند منٹ بھی نہایت ہی قیمتی سمجھے گئے ہین اور فی الواقع قیمتی ہین مگر انہون محض خدا کے لئے میرے ساتھ اپنے تین دن خرچ کئے۔ ایسا ہی میں بابو زین الدین صاحب سے مل کر بہت خوش ہوا۔ وہ باوجود ایک معزز عہدار ہونے کے نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہین۔ پھر سیٹھ صاحب کی مدد سے بمبئی میں ایک مخفی جماعت احمدیہ کا پتہ مل گیا جو دس پندرہ آدمیون کا ایک مجمع ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی مستعد آدمی سعی کرے تو بمبئی میں شاید بہت لوگ اس سلک کے ملین گے مگر ہر چیز اپنے وقت پر موقوف ہے سیٹھ اسماعیل آدم اسی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔ غرض بمبئی میں کیا دیکھا لمبی داستان ہے۔

خلاصہ یہہ کہ بمبئی میں اپنے سید و مولا امام کے ان عاشق زار خدامون کو دیکھا جنھون نے باوجود از بس مصروفیت کے مجھے ہر طرح شکر گزاری کا موقع دیا اس قدر دور دراز اور مصروف شہر میں اپنے بھائیون کے لئے محبت کا ایسا جوش ایک صادق کے خادم کے سوا کہان مل سکتا ہے۔ وہ لڑکا جس کے لئے میں گیا تھا افسوس ہے بمبئی نہیں پہونچ سکا۔ اس لئے مجھے واپس آنا پڑا۔ اور میں عید سے ایک دن پہلے قادیان پہونچ گیا۔ الحمد للہ علی ذلک

ضروری اطلاع

مین برابر دو تین ہفتہ سے شایع کر رہا ہون کہ الحکم کا مالی سال دسمبر سے شروع ہوتا ہے اسلئے خریداران الحکم مطلع رہیں کہ حسب معمول ۱۰۔ دسمبر ١٩٠٦ء کا **الحکم سالانہ قیمتون وصول کرنے کیلئے وی پی ارسال ہوگا۔** جو خریدار اسوقت وی پی کسی وجہ سے وصول نہیں کر سکتے ہین انکو چاہئیے کہ وہ دفتر میں اطلاع دین کہ انکے نام **وی پی کیا جاوے۔** تا کہ مطبع واپسی وی پی کی بیہودہ باری سے محفوظ رہے۔ جو خریدار اطلاع نہ دینگے۔ ان سے مطبع کو ہر وقت اختیار [illegible]

[illegible]

معترض ہم کو ... سر حد کی واقعات قتل ملانے کے بعد ایک لائق اخبار نے تجویز پیش کی ہے کہ پشاور میں خالص اسلامی کالج کھولا جاوے اور سرحد کے پٹھانوں کو بذریعہ صحیح تعلیم اسلام راہ راست پر لایا جاوے کہ انگریزوں پر جہاد کرنا اور ان کو موقع پا کر قتل کرنا بہشت میں داخلہ کا پروانہ نہیں ہے۔

اس تجویز پر ہمعصر مذکور کی ذاتی رائے یہ ہے کہ تدبیر تو معقول ہے مگر سوال یہ ہے کہ لوگ رضامند ہونگے کہ وہ پشاور میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت اپنے حلقہ اثر میں آئے ہوئے پٹھانوں کو دیں۔

اصل بات یہ ہے کہ فی الحقیقت اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ ان جاہل ملاؤں کے سر سے جہادی سپرٹ کا فضول خیال دور کیا جاوے اور یہ خیالی دہشتناک واقعات بتاتے ہیں اس وقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم عام طور پر نہ پھیلے۔ کیونکہ ایک مدرسہ کیلئے یہ ایک ضروری امر ہے کہ کوئی خونی مہدی آنے والا نہیں اور اب جہاد کا فتویٰ فضول ہے۔ کیونکہ آنے والا امام آچکا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے جو رسالہ جہاد پر لکھا تھا اسکی بہت سی کاپیاں سرحد پر تقسیم کی گئی تھیں جس میں جہاد کی حرمت پر بہت بڑی بحث کی ہے اور ایسا ہی جہاد کی مخالفت کا فتویٰ بھی شائع کیا تھا۔ گورنمنٹ کو جو سکول کھولنے کی رائے دی جاتی ہے اس سے بہت ہی کم خرچ میں یہ کتابیں شائع ہو سکتی ہیں اگر گورنمنٹ انکا پشتو میں ترجمہ کرا کر اپنے خرچ پر شائع کرے تو یقیناً بہت بڑا فائدہ ان لوگوں کو پہونچ سکتا ہے اسمیں شک نہیں کہ وہ لوگ سنگدل ہیں لیکن انہیں سلیم الفطرت بھی ہیں اور جب ایک امر حق ان کی سمجھ میں آجاوے پھر وہ اس پر پورا عمل کرتے ہیں۔ پس اس تجویز سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ اس رنگ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت اور بھی کھلے گی۔

ضرورت دعا

اپنے سلسلہ کے مشہور معروف اور مخلص ڈاکٹر اسماعیل خان صاحب دہلی اور انکے اہل وعیال موسمی بخار میں مبتلا ہیں۔ ناظرین انکیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے ڈاکٹر صاحب اور انکے متعلقین کو صحت کامل عطا فرماوے۔

اخبار وطن کی تنگ ظرفی

نادان آدمی جب حجت کے نیچے آجاتا ہے اور اسکے کوئی مفر نہیں رہتا تو وہ اپنے فریق مخالف کو گالیاں دینے پر اتر آتا ہے اور ...

... کا مصداق ہو جاتا ہے۔

وطن کے ایڈیٹر صاحب انشاء اللہ خان کو جب کفر فروشی کے الزام کا جواب نہ آیا اور انشاء اللہ خان اسے توبہ کرنے سے رہ گئے تو ... گالیاں دینے پر اتر آیا۔ میں نے اس سلسلہ مضامین کو شروع کرتے ہی کہدیا تھا کہ پیسہ اخبار وکرزن گزٹ کے مقابلہ میں عاجز اگرچہ گالیاں اسنے دی ہوں وہ میں پڑھ چکا ہوں اور یقیناً یہی سلوک میرے ساتھ بھی ہونے والا تھا تاہم حق گوئی کے مقابلہ میں میں ان گالیوں کی قطعاً پرواہ نہیں کرونگا اسلئے انشاء اللہ خان کی گالیاں میرے قلم کو روک نہ سکیں گی اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ میرے لگائے ہوئے الزامات کا جواب انشاء اللہ خان کے پاس نہیں ہے اور آئندہ اس سلسلہ میں جو امور پیش کرونگا ان کا جواب بھی ان سے بن نہ آئیگا۔

ایڈیٹر وطن نے اپنی ... قادیان سے اخبار وطن سے تبادلہ بند کر دیا ہے۔ ایک موقع پر جب اخبار وکیل کے ساتھ انشاء اللہ خان کی بہت جھڑپ ہوئی اور وکیل نے تبادلہ بند کیا تھا اسوقت خود بدولت نے بڑی جلی کٹی سنائی تھیں۔ میں ان فقرات کو کسی آئندہ اشاعت میں یاد دلاؤنگا۔ وطن کا پڑھ لینا یا ال جانا کوئی ایسی بات تو نہیں ہے جو کسی صورت میں میسر نہ ہو سکتی۔ لیکن اس کارروائی سے وطن کے عالی ہمت ایڈیٹر نے ثابت کر دیا کہ وہ کس خیال اور پایہ کا انسان ہے۔ وطن کی اسی حرکت کو میں ایڈیٹران اخبار کے نوٹس کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اور انہیں ایک تازہ ٹریکٹ منانا چاہتا ہوں جو ... سرسید ... ہے۔ وطن کی ۲۴ اکتوبر کی اشاعت میں جو لیڈر نکلا ہے اس کے ایک حصہ کا جواب تو وہ مہاجرین کے نوٹ کے ضمیمہ میں پڑھیگا۔ اور ایک حصہ کا جواب انشاء اللہ الحکم کی اگلی اشاعت میں دونگا۔ وطن منطق پر کہ اسکی قومی کارروائیوں کا راز مخفی اب کھل کر رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

میں یہ بھی جانتا ہوں اور وطن کے ایڈیٹر کی اس فطرت سے بھی واقف ہوں کہ وہ کہانتک مخالفت کے میدان میں کھڑا رہ سکتا ہے دوسروں کو ... کہدینا آسان ہے۔

لیکن وطن کو اپنی حمیت اور غیرت کا لفظ نظر آجائے گا اور اسی دفتر میں نظر آئیگا جہاں وہ ایڈیٹر الحکم کی گفتگو کا اشارہ کرتا ہے۔ اسے معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس غیرت اور منہ سے اس دفتر گیا اور کیوں گیا؟ اور اسکے ساتھ اسکے تعلقات کیسے تھے؟ ان امور پر اگلی اشاعت میں پوری روشنی ڈالونگا۔ انشاء اللہ خان اسکے پڑھنے کے لئے اپنی حمیت کو جمع کر کے تیار رہیں۔

اپنا گھر بھی ذرا دیکھ لو

ہم دیکھتے ہیں کہ ہمعصر وطن لاہور اور الحکم قادیان میں ایک جھگڑا کا سلسلہ جاری ہوا ہے۔ ہمنے اسپر اس وقت تک کوئی نوٹ اسوجہ سے نہیں لیا کہ یہ آپس ہی کا ... ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ زیادہ طول کھینچا جاتا ہے۔ اسواسطے ہمارا فرض ہے کہ اسپر اپنی رائے دونوں معزز ہمعصروں کے سامنے پیش کر کے آئندہ اس سلسلہ کو بند کرنے کی درخواست کریں۔

وطن اسلامی دنیا میں نامور اخبار ہے اسی طرح الحکم ... آپ ہی اپنا نظیر ہے۔ ۲۴ اکتوبر کے الحکم نے سرولیم میور کی تصنیف کے متعلق جو وطن کے ہاں فروخت ہو رہی ہیں تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ اور چند علماء کی مواہیر کے ساتھ ایک فتویٰ شائع کیا ہے وہ ضرور ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ اب وطن کے لائق ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خان صاحب کو مان لینا چاہئے۔ کیونکہ اوّل تو میور صاحب کی وہ تصانیف جو اسلام پر حملہ کرنے والی ہیں شائع کرنا ٹھیک نہ تھا۔ دوسرے جس کتاب کی اصل قیمت ہے اور اسکی عہ ظاہر کر کے رعایتی ہے مقرر کرنا یہ بھی وطن جیسے معزز اخبار کی شان کے خلاف تھا۔ سرولیم میور کی لائف آف محمدؐ وہ کتاب ہے کہ جسکا جواب سرسید احمد خانصاحب نے بھی خطبات احمدیہ کے نام سے اردو اور انگریزی میں لکھا تھا۔ رسالہ شراپرکاش مراد آباد کے ٹائٹل پیج پر ایک زمانہ برادرس کیطرف سے مذکورہ بالا کتاب کا اشتہار چھپتا رہا ہے جسکی قیمت بلا رعایت مع نفع کے عہ درج ہے۔ پھر دفتر وطن کی رعایتی قیمت عہ کسطرح ٹھیک ہو سکتی ہے۔ ہمیں اس سے مسرت ہوئی کہ دینداد منیجر اے۔ ایم ہاشم برادرس نے ہماری زبانی تحریک پر اسبات کا وعدہ کیا ہے کہ آئندہ سے ایسی کتب کے اشتہارات قطعی نکال دیئے گئے ہیں۔ ہمارے عزیز ہمعصر وطن نے ملک وقوم میں جو ہر دلعزیزی حاصل کی ہے وہ اس بحث کو زیادہ چھیڑنے سے ضرور کم ہو جائیگی۔ اور ہم یہ کسطرح دیکھنا پسند نہیں کرتے کہ ایک باوقعت اسلامی اخبار عام نگاہ میں کبھی غیر ہر دلعزیز ہو جائے۔ معاملہ کا انسداد ہو۔

ایڈورڈ ولیبرٹ بمبئی پالیس سے نقل

زیادہ شہادتیں تصدیق ظاہر کرتی ہیں

ایک اور بمبئی کے طبیب آج اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں اور ان کی تصدیق بیانات میں جو کہ سلسلہ وار اس اخبار میں شائع ہوتے ہیں وہ بھی اپنی شہادت شامل کرتے ہیں۔ ایسے اشخاص کی شہادت کی بہ نسبت کہ جو ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہیں اپنے ہی شہر کے باشندہ کی رائے جیسی کہ ذیل میں درج ہے زیادہ معتبر ہوتی ہے کیونکہ ہم اسکی تصدیق کر سکتے ہیں۔ بمبئی کی خلائق کو بمبئی کی ہی شہادت چاہئے اور ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب الطبیب نارتھ کوٹ پولیس اسپتال کہ جنکو بمبئی کی خلائق ایک نہایت تجربہ کار طبیب جانتی ہے سے زیادہ معتبر کسکی شہادت ہوگی۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں نے ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیوں

(Doans Backache Kidney pills)

کا استعمال کیا اور گردوں کی شکایات میں اعلےٰ درجہ کا نتیجہ حاصل ہوا۔ پشت یا کمر میں درد ہونا اس بات کی نشانی ہے کہ گردے کمزور اور خراب ہوگئے ہیں۔ گردے زیادہ مشقت کیلئے نہیں بنائے گئے ہیں اور جتنا کہ کام وہ کر سکیں اس سے زیادہ جبکہ ان سے کام لیا جائے اسوقت پیٹ میں درد۔ دردسر۔ تکان۔ مزاج کا چڑچڑاپن۔ ذرا ذرا میں ڈر جانا۔ پیشاب کی شکایات وغیرہ امراض پیدا ہوتے ہیں اور اگر مشقت زدہ گردوں کو مدد نہ پہنچائی جائے تو ضرور جلد جسم کے جوڑوں میں درد یا اسی قسم کی سخت بیماریاں نمودار ہونگی۔ ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں

(Doans Backache Kidney pills)

گردوں اور مثانہ کی بیماریوں کیلئے خاص مجرب دوا ہیں اور کیا بچہ یا کیا بوڑھا انہیں اطمینان سے لے سکتا ہے۔ جب کہ کسی قسم کی گردوں کے درد کی علامت معلوم ہو تو ان گولیوں کا فوراً استعمال کرنا چاہئے۔ اس اخبار میں ہم سلسلہ وار بمبئی کی خلائق کیلئے بمبئی کے باشندوں کی ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیوں (Doans Backache Kidney pills) کی بابت میں بیانات شائع کرتے ہیں۔ اس کالم پر نظر رکھئے ضرور کسی ملاقاتی کا نام دیکھینگے۔ یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ عہ یا چھ شیشیوں کو عہ

ایک بے نظیر خط جو آپکے پڑھنے کے قابل ہے

اِس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بلاد ہندوستان بھر کے معزّزین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران جاگیرداران تاجران حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں جن سے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کیلئے تلاش کرنا لاحاصل ہے

لیکن ذیل کا عجیب خط جس میں ایسی شہادت موجود ہے اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا میں پہلا خط اوکسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے

اور وہ یہ ہے

خدمت بابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک علم بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں ایک مدت سے آپ کے مفرح عنبری کا اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے نفرت ہے اس واسطے میں ہمیشہ اس کو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا۔ لیکن آج بوقت دوپہر جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا۔ مجھے اس کے خریدنے کی طرف اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو میں اس کی قیمت سے بھی ڈرتا تھا۔ مگر اب جبکہ مولا کریم نے اس کی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور میں استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ لہذا عرض ہے کہ بدیں کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی۔ پی پارسل ارسال فرماویں۔

دوسرا خط جو بعد میں آیا

برادرم حکیم صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتی الوسع کی۔ جہاں تک کہ تحصیلدار صاحب ہنگو کو بھی وہ اشتہار دکھایا اور آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے یقین کامل ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہذا ایک ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی۔ پی پارسل بھیج دیں۔ آپ کا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا **حویلی کابلی مل لاہور**